خطوطِ رضا

مرتبہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

سوانح رضا بزبانِ رضا

مرتبہ

ماسٹر معوان علی

حرفے چند

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

اشعار اور نثری تحریرات کی طرح مکاتیب بھی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ کسی شخص کے ذہنی ارتقاء کی جستجو میں خطوط بہت ہی معین ثابت ہوتے ہیں نیز سوانحی ادب کی تیاری میں خطوط بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

مختلف اقوام کے مشاہیر کے مکاتیب کی روشنی میں انکی شخصیات کے جائزے کی روایت چلی آرہی ہے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز صرف عالمی شہرت ہی کے مالک نہیں تھے بلکہ عالمی اہمیت کے بھی حامل تھے اور ان کی شہرت اور اہمیت وعظمت میں روزافزوں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مشاہیر اہل سنت سے ان کے روابط تھے، ان کے مکتوب الیہم کا حلقہ بہت ہی وسیع تھا۔

مجدد اسلام، امام احمد رضا نے جہاں سواد اعظم اہلسنت کے مشاہیر علماء ومشائخ، اپنے خلفاء، تلامذہ، مریدین کے خطوط کے جوابات دئے ہیں، انہیں خود بھی خطوط لکھے ہیں وہاں چند بیگانوں سے بھی مراسلت فرمائی ہے، رد اور تعاقب کے طور پر، انہیں دینی وشرعی امور میں ان کی جارحانہ حرکت وجسارت سے رجوع کرانے کی خاطر اور اتمام حجت کے طور پر اور اس طرح کے چند تردیدی وتعاقبانی مکاتیب چند علمائے اہلسنت کو بھی ارسال فرمائے ہیں۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے خطوط نجی، خانگی، علمی، ادبی، سیاسی، سماجی مختلف نوعیات پر مشتمل ہیں جن میں کچھ تو آپ کی تصنیفات وملفوظات میں بھی شامل ہیں، کچھ ''الطاری الداری'' مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند بریلوی، ''حیات اعلیٰحضرت'' حصہ اول از ملک العلماء مولانا ظفرالدین احمد صاحب، ''اکرام امام احمد رضا'' (مصنفہ حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق ، مرتبہ ڈاکٹر مسعود احمد) ''بعض مکاتیب اعلیٰحضرت'' از مولانا عرفان علی صاحب بیسلپوری، ''مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی'' مرتبہ مولانا محمود احمد قادری وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں

لیکن اب بھی بہت سے مکاتیب لوگوں کی نگاہوں سے دور کچھ نہ کچھ صاحبان کے پاس ضرور ہوں گے اور اچھی خاصی تعداد میں ہوں گے۔ اگر تمام مکاتیب گرامی دستیاب ہو جائیں تو انکی روشنی میں امام احمد رضا کی ایک بسیط سوانح مرتب ہوسکتی ہے اور ان کی حیات وشخصیت اور تقدیسی کارناموں کے نئے نئے روشن زاوئے اور گوشے سامنے آسکتے ہیں۔

امام احمد رضا کے خطوط گوناگوں خصوصیات کے حامل، حسن ظاہری وحسن باطنی سے آراستہ پیراستہ ہیں۔آپ کے مکاتیب گرامی کے مطالعہ سے حسب ذیل محاسن کا پتہ چلتا ہے:-

القاب و آداب میں تنوع وندرت، سادگی وسلاست، مضامین و مفاہیم یا خطوط کی نوعیات کی نسبت سے اسالیب میں تنوع، ایجاز و اعتدال و استدلال، شان ادبیت، دل افروزی، فرض شناسی، خلوص وللّٰہیت، صلہ رحمی، دینی درد اور تڑپ، تواضع، اصاغرنوازی، پیر زادگان، سادات کرام، علماء ومشائخ کا ادب واحترام وغیرہ!

زیرنظر مجموعہ میں شامل خطوط سے ان حقائق کا ثبوت خود ہی مل جائے گا۔ یہ مکاتیب امام احمد رضا۔ جناب ماسٹر معوان علی صاحب مدظلہ ابن مرید امام احمد رضا حضرت مولانا عرفان علی صاحب بیسلپوری رحمۃ اللہ علیہ سے راقم کو حاصل ہوئے تھے جنہیں مرتب کر کے مخدوم گرامی منزلت، صاحبزادہ حضرت صدر الشریعہ، مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کو دکھایا۔ حضرت نے اس مجموعہ کو چھپوانے کی ذمہ داری لی اور اس طرح یہ مجموعہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر "قادری کتاب گھر"، بریلی شریف کے توسط سے منظر عام پر آیا۔

راقم محترم ماسٹر معوان علی صاحب اور مخدوم مکرم حضرت مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب کا شکرگزار ہے اور متشکر ہے مالکان قادری کتاب گھر، بریلی شریف کا۔

رب عظیم ہم سبھوں کو دینی خدمات کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم!

ترجمہ

ہر روز بعد نماز عشاء سوتے وقت مندرجہ ذیل درود ساٹھ بار پڑھے اور جمعہ کی رات میں بے حاجت مسنون طریقہ پر غسل کرے اور پاک و سفید لباس پہنے اور خوشبو لگائے اور اپنے نزدیک خوشبو جلائے اور تنہائی میں اس درود کو پانچ سو بار پڑھے اور کسی سے بات چیت اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو کر پاک بستر پر سوئے اور نیند آتے وقت تک اولین و آخرین کے سردار، تمام عالم کی مرحمت حضور ﷺ کے چہرۂ انور کا تصور جمائے رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات سراپا سعادت کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو دوسرے جمعہ کو پھر ایسا ہی عمل کرے اور تین جمعہ تک کرے۔

انشاء اللہ تعالیٰ حضور رحمت عالم ﷺ کے دیدار و زیارت سے محروم نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس برگزیدہ نبی اور امیدیں پورے کرنے والے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے صدقے نعمت دیدار و زیارت عطا فرمائے۔

درود شریف یہ ہے :- اللھم صل علیٰ سیدنا محمد بعددما عندك من العدد فی کل لحظة ولمحة من الازل الی الا بد وعلیٰ اٰله وسلم۔

فقیر احمد رضا نے اس دینی بھائی کو جو عارف باللہ اور واصل الی اللہ ہیں یعنی جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب کو اجازت دی۔ اللہ ان کو بخش دے اور تمام بھلائیوں کے درجۂ آخر پر پہنچائے اور ان پر اولیاء کرام جو کائنات کے سردار ہیں، کے برکات جاری فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

۲ر شعبان روز یک شنبہ ۱۲۹۴ھ

......☆......

نگاہ اولیں

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

دیگرزبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی صوفیاء، اولیاء، علماء نیز شعراء و ادباء کے مکاتیب کی اشاعت کی بھی روایت چلی آرہی ہے۔ بزرگان دین اور علماء شریعت کے خطوط جہاں زبان و ادب کے شاہکار ہوتے ہیں وہیں دین وشریعت اور تصوف وطریقت کی الجھی گتھیاں آسان پیرائے میں سلجھانے کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں اور یہی ان بزرگان دین کا اصل مطمح نظر ہوتا ہے جس کی مثال ہمارے سامنے حضرت سید یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے مکتوبات ''یک صدی ودوصدی'' اور حضرت مجدد الف ثانی فاروقی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات ہیں۔

۱۴رویں صدی ہجری کے مجدد اعظم دین وملت، امام عشق ومحبت حضرت سیدنا امام احمد رضا نوراللہ مرقدہ کے خطوط علمی فنی شاہکار ہیں اور جنکی اپنی ایک ادبی شان بھی ہے۔ ان مکاتیب گرامی کی اہمیت وافادیت سے انکارنہیں کیاجاسکتا۔

محترم ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے ان خطوط رضا کی تدوین وترتیب وتزیئن وغیرہ کا کام بڑی سلیقہ مندی سے انجام دیا۔ مرید رضا حضرت مولانا عرفان علی صاحب کے صاحبزادے عالی جناب ماسٹر معوان علی صاحب نے خطوط عزیزی صاحب کودئے۔ اور پھر فقیر کے پاس آئے فقیران دونوں حضرات کا شکر گزار ہے۔

دعا ہے مولاتعالیٰ مالکان قادری کتاب گھر کومزید خدمت دین کی سعادت عطا کرے اور آفات سے محفوظ ومامون رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین علی التحیۃ والتسلیم۔

طالب خیر

بہاء المصطفیٰ قادری

ابن صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

اعلیحضرت کے اجازت نامہ کا عکس

درود مقدس این است

اللهم صل علی سیدنا محمد بعدد ما عندک
من العدد فی کل لحظۃ ولمحۃ الٰی
الابد وعلی آلہ وسلم

اجازہ الفقیر احمد رضا عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیحضرت کا اجازت نامہ

عطیۂ بہیہ حضرت پیر و مرشد برحق، قبلہ و کعبۂ مطلق، آقائے نعمت، دریائے رحمت مداللہ ظلہم العالی کہ از معمولات متبرکات سلسلۂ علیہ و عالیہ قادریہ بایں فدوی خیر خواہی غلام بارگاہ بمحض فضل و کرم عطا کند۔

ہر روز کہ بعد نماز عشاء وقت خفتن شصت بار درود مذکور ذیل بخواند شب جمعہ بے حاجت اغتسال بر طریقۂ سنت کند و جامۂ پاک و سفید پوشد و خوشبو مالد و بخورات نزد خود دارد و در خلوت درود مسعود را پان صد بار بخواند و بے کلام کردن یا بکار دیگر مشغول شدن بر بستر پاک بخوابد و تا وقت خواب تصور صورت کریمۂ حضور سید الاولین والآخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ملحوظ دارد۔ انشاء اللہ ہماں شب بشرف زیارت سراپا سعادت مشرف گردد ورنہ بجمعۂ دیگر ہمچناں کند تا ۳ جمعہ انشاء اللہ العظیم از دربار دربار حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم محروم نخواہد ماند رزقنا اللہ بحرمۃ ھذا النبی المجتبیٰ والحبیب المرتضیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہ وسلم۔ درود مقدس ایں ست۔

اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد ما عندك من العدد فی كل لحظة ولمحة من الازل الی الابد و علیٰ اله وسلم.

اجازه الفقیر احمد رضا غفرالله له لا خیه فی الدین العارف بالله الواصل الی الله خباب مرزا غلام قادر بیگ صاحب اوصلهم الله تعالیٰ اقصی الغایات من جمیع الخیرات وافاض علیهم من بركات اولیائه الكرام سادات الكائنات۔آمین یا رب العالمین.

۲/شعبان روز یکشنبہ ۱۲۹٤ھ

۱- نام کتاب............................ خطوط رضا
نام مرتب............................ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

(۲)

نام کتاب............................ سوانح رضا بزبان رضا
نام مرتب............................ ماسٹر معوان علی

زیر اہتمام

ابوالعلیٰ قادری

فون نمبر:- 2477674

سال طباعت:- 2004

ملنے کے پتے :-

(۱) قادری کتاب گھر، اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف ۲۴۳۰۰۳

(۲) اہلسنت کے تمام کتب خانوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

فہرست

حضرت ابو القاسم سید شاہ الحاج اسمٰعیل حسن میاں قبلہ مارہروی قدس سرہ کے نام

(۱)

۷۸۶ حضرت بابرکت دامت برکاتہم آداب وتسلیم۔

اشد البلاء علی الانبیاء ثم الامثل فالامثل ایک ہفتہ میں دو واقع اور بنات کے جن کی نسبت حدیث ہے الحمد لہ فزالبنات من المکرمات اپنے جد اکرم سیدنا حسین شہید علیہ الرضوان کا واقعہ یاد فرمائیں کہ چند گھنٹے میں آنکھوں کے سامنے سارا ہرا بھرا باغ تاراج ہوا اور خود راہ مولا میں سر دیا۔ حضرت انہیں کے بیٹے ہیں۔ حضرت کو تلقین صبر فرمائی گئی ہے۔ مولیٰ عزوجل ان کو جنت عالیہ عطا فرمائے اور حضرات کو اجر جزیل وصبر جمیل آمین، والتسلیم۔

بخدمت حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

(عطیہ خصوصی مارہرہ شریف)

(۲)

۷۸۶-حضرت بابرکت دامت برکاتہم العالیہ آداب -اسی وقت حضرت مہدی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے مفاوضہ عالیہ سے حال انتقال ان کی محل مقدس کا معلوم ہوا۔ ہم اسی کے مال ہیں اور اسی کی طرف ہم کو پھرنا ہے اسیکا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اسنے دیا۔ اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی نا متصور ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ مولیٰ تعالیٰ انکو جنت الفردوس عطا فرمائے اور سب پسماندان کو اجر جزیل وصبر جمیل دے۔ حضرت سے صبر کے متعلق عرض کرنا کیا کہ صبر تو اس دودمان عالی کا تمغا ہے۔ بحضرت حامی سنت ماحی بدعت سید مولوی مولانا محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بعد تسلیم مضمون

واحد۔حضرت نے عربی تاریخ کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔اسی وقت چار مصرع لکھ بھیجے ہیں۔حضرت سے بھی عرض کردوں۔

زوج حفیہ خاتم الاکابر......سیدۃ سھیۃ سعیدۃ

ارخ موتہا الرضا بدیہۃ ......وجدھا حافظۃ شہیدۃ

۱۳۳۷ھ

شب جمعہ کی موت شہادت ہے یہاں بھی امراض ہیں۔مصطفیٰ رضا اور اسکی ماں اور اسی کی دو بہنیں اور تین بھانجے ان سب لوگوں کو بخار ہے ۲۶/روز مجھے بھی بخار آیا دعا درکار ہے۔زیادہ ادب۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ ۲/محرم ۳۷ھ

(عطیہ خصوصی مارہرہ مطہرہ)

......☆......

بنام حضور سید شاہ نور عالم میاں صاحب
صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ

حضرت سیدی شاہ نور عالم میاں صاحب قبلہ نے سوداؔ کے مندرجہ ذیل مطلع کا مطلب دریافت فرمایا تھا۔

ہوا جب کفر پیدا ہے یہ تمغائے مسلمانی - نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم - ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانۂ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد وزہاد رکھتے ہیں شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے۔ شاعر کہ مذہباً سنی نہ تھا، اور بدگمانی تمغائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا۔ ورنہ یہ ایک بیہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً اسکے قلم سے ایک لفظ ایسا نکل گیا جس نے اس شعر کو با معنی و پر مغز کر دیا۔ یعنی لفظ ثابت زنار کہ کافر باندھتے ہیں۔ زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے سے ٹوٹ سکتا ہے اور دانۂ سلیمانی میں اسکی تصویر ثابت ہے کہ جب تک دانہ رہے گا قائم رہے گی۔ یوہیں کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے۔ ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے قال تعالیٰ واتخذوا من دون اللہ الحقۃ لیکونوا لھم عزا ہ کلا سیکفرون وبعبادتھم ویکونون علیھم ضدا. دوسرا کفر ثابت جو ابدالآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جزو ایمان فرمایا ہے وہ ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے من یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا واللہ سمیع علیم ہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا انا رو ومنکم وما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے۔ ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے جب مینھ برستا ہے اور

مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینھ ملا۔ اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے مؤمن بی و کافر بالکوکب۔ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور نچھتر سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت و جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابد الاباد تک قائم رہیگا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے انکا کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملئکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائیگا مگر کیا فائدہ و اٰلٰن و عصیت قبل. اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جزو ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا فوری جواب حاضر ہے۔

......☆......

تاج العلماء حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ مارہروی علیہ الرحمہ کے نام

(۱)

۷۸۶ بوالاخدمت سراپا برکت ''حامی سنت'' ماحی بدعت دامت برکاتہم - بعد تسلیم مع التکریم ملتمس۔ رسالہ مبارکہ موصول ہو جانے سے اطمینان ہوا۔ وللہ الحمد! اس مسئلہ میں عبادات بحر الرائق و در مختار و امداد الفتاح وغیرہا موہم واقع ہوئیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اگر بھول کر مشغول بجماع ہوا اور اب یاد آیا یا آخر شب میں مشغول ہوا اور صبح ہو گئی تو معاً جدا ہو گیا، روزہ صحیح ہے اور اگر ایک لحظہ بھی توقف کیا روزہ نہ ہوا قضا لازم آئے گی، اگر چہ انزال نہ ہو لیکن کفارہ کسی حال میں نہیں اگر چہ بعد کو قصداً آخر فراغ تک مشغول رہے اس کے مطابق رسالہ مبارکہ میں بنا لیجئے والتسلیم

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

(عطیہ خصوصی مارہرہ شریف)

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت بابرکت 'حامی سنت' ماحی بدعت حضرت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم التسلیم مع التکریم......کرم نامہ بدریافت حال نیاز اشتمال تشریف لایا۔ یوم جمعہ کا واقعہ عجب رحمت عظیمہ کا واقعہ ہے جس کی نظیر نظر میں نہیں۔ میں اندر مکان میں بڑے پنکھے کے نیچے کتاب دیکھ رہا تھا پنکھے کی ڈوری باہر کے مکان تک نکال دی گئی تھی، باہر سے پنکھا کھینچا جاتا تھا کہ قوی کشش چاہتا تھا۔ پہلے ایک ہلکا پنکھا تھا ہوا کم دیتا تھا۔ اسی دن حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ دوسرا پنکھا ڈبل تختہ کا کہ وزن میں ۱۲-۱۴ سیر پختہ ہوگا لگایا اور یہ خیال نہیں کہ اس کی ڈوریاں اس کی متحمل نہ ہوں گی۔ پنکھا ٹوٹا اور میرے کان پر آ کر گرا۔ اگر سر پر

گرے تو پاش پاش کر دے، شانے پر گرے تو ہڈی توڑ دے، منھ پر آئے تو ایک دانت سلامت نہ رکھے مگر کریم عزوجل کا حفظ مانع تھا۔ اتنا بڑا طویل عریض وزنی ثقیل صرف کان کے ایک جو بھر حصے پر لگا فوراً میری زبان سے یارسول اللہ نکلا۔ کان ہی پر کم از کم اس کا اثر یہ ہونا چاہیئے تھا کہ پردہ پھٹ جاتا مگر الحمدللہ یارسول اللہ کی برکت کہ اصلا صدمہ نہ پہونچا خفیف خون نکلا۔ باقی خیریت ہے والحمد للہ رب العلمین خلاصہ یہ ہے کہ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے نماز جنازہ کو نماز جمعہ سے بدل دیا۔ ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرہ وصلی اللہ تعالیٰ ھذا الحبیب الامان الامین والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین. بوالاخدمت حضرت بابرکت جناب مستطاب سیدنا شاہ حافظ حاجی مولانا سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب دامت برکاتہم عرض تسلیم مع التکریم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ، ۲۰؍شوال المکرم ۳۳ھ

(عطیہ خصوصی مارہرہ مطہرہ)

(۳)

حضرت بابرکت دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ...... یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قال قلت یا (ر)ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا (ر)ونبی کان قال نعم نبی مکلّم۔

اور زادرالاصول تصنیف امام حکیم الامہ ترمذی کبیر میں انسے مرفوعا یوں ہے اول الرسل آدم وآخرہم (م) علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام۔

والا نامہ کل یک شنبہ کو بعد روانگی ڈاک ملا ورنہ کل ہی جواب حاضر کرتا والتسلیم.

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۷؍رمضان المبارک ۳۸ھ

ـ یہاں وہ لفظ ہے جسکا ترجمہ (فرستادۂ ذات جمیع کمالات) ہے کارڈ ہونے کے سبب نہ لکھا۔

ـ یہاں نام اقدس ہے۔

پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم ملتمس خدمت سامی-سوالات گرامی کہ متعلق باصول دین ہیں اورامر جوعقائد تمام امور سے اہم واقدم اوران میں بفضلہٖ تعالیٰ نہ تامل کی حاجت نہ مراجعت کتب کی ضرورت کہ عقائد بعونہ عزوجل سینہ میں ہیں نہ صرف سفینہ میں للہذا اسکے مختصراور انشاء اللہ الکریم حسب فرمائش سامی کافی جواب فوراً حاضر کرتا ہے باقی فرمائش بخول قدیر عقب سے حاضر ہوں گے والتسلیم مع التکریم۔

(۱) صفتیں چار قسم ہیں۔اولی نفسیہ کہ کسی معنی زائد علی الذات پر دال نہ ہو جیسے وجوداور بعض کے نزدیک قدم وبقاازلیت وابدیت بھی،"وفیہ مافیہ وقدتعرف النفسیة بما یحب للذات غیر معلل بعلة اقول ولیس بشیٔ فانہ یشتمل الامہات السبع" ۔دوم زاتیہ کہ صفات معانی بھی کہتے ہیں جو معنی موجودِ قائم بالذات پر دال ہوں یہ اشاعرہ نے سات گنیں۔حیات ،علم،سمع، بصر،قدرت ،ارادہ،کلام۔اور ہمارے ائمہ ماتریدیہ نے آٹھویں تکوین بھی کہ صفات اضافی مثل تخلیق وترزیق واحیاء واماتت کوشامل ہے۔

سوم-اضافیہ مثل خالقیت زید ورازقیت عمرو ومنہا عند التحقیق الاحوال التی تسمی الصفات المعنویة لاتباعہا قیام المعنی کالعالمیة والقادریة وذلك لان الاحوال لاوجود لہا وما ہی الانسبتہ بین الذات والمعنی کالعالم والعلم والقادر والقدرة۔

چہارم سلبیہ مثل غذا ووحدانیت وقیام بنفسہ ومنہافی التحقیق القدم ولا زلیة ای لا اول لہ والبقاء والا بدیة ای لاآخرلہ والسرمد یة ای لالہ اول والآخر. قسم اول یقیناً عین ذات ہے ہوالحق المبین والالتفات الی تیویشات بعض المتاخرین. اوردوقسم اخیر غیرذات ہیں کہ موجود حقیقی نہیں اعتباریات ہیں بلکہ حقیقۃً وہ صفات ہی نہیں کہ صفت وہ جوقائم بذات ہو اوراعتباریات قائم بذات اوراحدیت نہیں رہی ۔قسم دوم کہ حقیقۃً وہی صفت ہے وہ لاعین ولا

وغیر ہے۔ عین بمعنی ہو بہو نہیں کہ مصداق یعنی ما علیہ الصدق معنی زائد علی الذات ہے اگرچہ مصداق بمعنی ما بہ الصدق نفس ذات ہے فافهم فقد خطی علے ناس واللہ الهادی الی صراط مستقیم اور غیر بمعنی متصور الانفکاک نہیں کہ کسی موطن کسی حضرت میں انکا ذات سے انفکاک معقول نہیں۔ اقول حتی کہ ظرف خلطہ وتعدیہ میں کہ تعقل ذات محال ہے اور جو متعقل ہے ذات نہیں بلکہ ایک مرآۃ ملاحظہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک تعقل حوادث میں بھی انکا غیر ہے کہ حق حصول اشیا باشباجہا ہے نہ باتفسها کما لهجت به الفلاسفه واضطربوافی دفع مالزمهم من ت ناقضات لمقرراتهم ومناقضات للعقول فقد کالوا ان العلم کیف ثم زعموانحاده مع المعلوم وهو یکون جوهراً اوعرضامن مقولات آخر فیلزم الخلط بین المقولات وقیام الجواهر بغیره وقیامه بذاته قضية ذاته لاخاصية وجوده فی ظرف دون ظرف کما زعم ابن سینانہ کہ ذات علیه. جس کا تعقل محال ہے بالجملہ صفات ذاتیہ لوازم ذات ومقتضائے نفس ذات ہیں لہٰذا نہ متحد المصداق وعین ہیں نہ متصور الانفکاک وغیر۔

(۲) کا جواب بھی اول سے واضح ہو گیا جو حقیقۃ صفات ہیں وہی لا عین ولا غیر ہیں اور وہ نہیں مگر صفات ذاتیہ قسم اول کہ عین ہے یا دو قسم آخر کہ غیر ہیں حقیقۃً صفات نہیں بلکہ خود ذات ہیں یا غیر فی النفسہ قدم بھی انہیں ذاتیہ کا حصہ ہے اور تفسیر تو خود ذات قدیمہ علیہ ہے۔ ہاں اعتباریات واقعیہ بوجود منشا موجود ہوتے ہیں تو جہاں منشا قدیم ہے سلب موہم خلاف مراد ہوگا لہٰذا ایسے اطلاق سے احتراز لازم ہوگا جس سے معاذ اللہ حدوث منشا یا قیام حوادث کا ابہام ہو وقد قال اتمنا ان مجرد ایهام المعنی المحال کاف فی المنع فافهم وتثبت فانه مزلة اعاذنا الله وایاك فی الدین من کل زلة آمین. اور یہ بھی واضح ہوا کہ امہات سبعہ میں وجود نہیں بلکہ حیات ہے کہ وجود سے اخص مطلقا اور مناط ستہ باقیہ ہے۔ وجود ان سے اعلیٰ صفت نفسیہ ہے۔ ہاں تحقیق یہ ہے کہ صفات ذاتیہ کے انہیں سبعہ ثمانیہ میں حصر پر دلیل نہیں بلکہ کمالات الٰہیہ غیر متناہیہ ہیں اور وہ

سب صفات ذاتیہ اور سب قدیم اور سب لاعین ولاغیر ہیں کما افادہ الامام محمد السنوسی فی شرح عقیدته ام البراهین اقول والفرار من تکثر القدماء لا معنی له بحملماتبتین ان المتنع قدم ذاتین لاذات وصفات واذا جاء سبعة الآف الف وجازما الا یتناهی والا لایتم الفرار الابمازعمت المعتزلة اوالکرامیته الفجار والعیاذ بالله العزیز الغفار.

(۳) یہ مسئلہ متاخرین متکلمین کے نزدیک معضلات مسائل سے ہے۔ بعض نے وجوب وجود کی تصریح کی اور امام رازی نے فرمایا میں اللہ عزوجل سے اس کہنے پر استخارہ کرتا ہوں کہ صفات فی نفسہ ممکن بالذات ہیں وانا اقول وبالله التوفیق. مسئلہ بحمدہ تعالیٰ بہت واضح ہے اور توفیق لائح۔ وجود دو قسم ہے مستقل وناعتی صفت کیلئے وجود اول وجوب درکنار ممکن بھی نہیں قطعاً محال ہے والالزم الانقلاب اور صفات الٰہیہ کیلئے وجود دوم قطعاً واجب اور اسے تعدد وجبا سے علاقہ نہیں کہ لازم التوحید وجود مستقل کا وجوب ہے۔ وجود رابطی تو زوجیت کا اربعہ کیلئے واجب ہے بالجملہ دو وجود فی نفسہ واجب نہیں کہ وجود للشے کہ یہ واجب للذات ہوئے نہ کہ بالذات لوازم ذات کا وجود بعینہ وجود موصوف ہے لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمه ورنه شے ولازم شی میں جعل متحلل هوا. اربعہ کا جعل ہی اس کی زوجیت کا جعل ہے نہ یہ کہ اربعہ جدا مجعول ہوا اور زوجیت جدا اور جاعل نے علیحدہ جعلون سے انہیں بنا کر ایک کو دوسرے کا لازم کر دیا۔ یوہیں ذات علیہ کا وجود کہ قدیم وواجب بالذات ہے بعینہ وجود جملہ صفات ہے کہ وہ لوازم ومتقہائے نفس ذات ہیں تو نہ مجعولیت ہوئی نہ تعری نہ تعدد وجبا۔ رہا یہ کہ نفس ذات صفت ومعہ قطع النظر عن الوصفیۃ فی حد ذاتہا واجب نہیں تو ضرور ممکن ہے اور ہر ممکن جاعل۔ اقول اولاً یہ ایک مرتبہ واہمیہ انتزاعیہ ہے خارج میں جس کے لئے وجود نہیں اور ظرف ذہن میں وجود ضرور حادث ومخلوق ہے اور وہ وجود صفت الٰہیہ نہیں کما قدمنا بلکہ صفات مثل ذات تعقل سے متعالیات۔ ثانیاً اہل حق کے

نزدیک جعل وخلق وایجاد واحداث واختراع وتکوین وابداع سب مترادفات ہیں ممکن محتاج مرجح ہے اور اقتضائے ذات علیہ سے بڑھ کر اور کیا مرجح ہوسکتا ہے؟ مگر وہاں تخلل ارادہ نہیں کہ حدوث و تعری ومقدوریت لازم آئے نہ صفات حادثہ ہیں کہ مقدور ومحتاج جاعل وموجود خالق ہوں۔

(۴) بلاشبہ اللہ عزوجل پر کچھ واجب نہیں۔ نقص اکمال صفات میں ہے خلق قبیح قبیح نہیں تو وہ جو چاہے کرے ہرگز نقص نہیں نہ کسی کام کا فعل یا ترک اسپر واجب کہ اصلا کسی شق میں کوئی نقص اسے لاحق نہیں ہوتا۔ کفر سے بڑھ کر قبیح کیا ہے؟ پھر اسے کس نے خلق کیا ھل من خالق غیر الله یفعل الله مایشاء ان الله یحکم مایرید والله خلقکم وما تعملون۔ وجوب علیہ کا انکار ہے نہ وجوب منہ کا بلکہ وہ واجب ہے اور اسکا عدم نقص ہے کہ اللہ عزوجل پر محال ہے۔ الشی مالم یجب لم یوجد۔ اس نے تخلیق زید کا ارادہ فرمایا وجود زید واجب ہوگیا کہ اسے وجود پر بھی عدم ممکن ہوتو ارادہ سے مراد متخلف ہوا اور یہ نقص ہے مگر یہ وجوب منہ ہوا کہ اسی نے ارادہ فرما کر زید کا وجود واجب کردیا اور وہ نہ فرماتا تو واجب درکنار وجود محال تھا اور یہ ارادہ فرمانا اسپر واجب نہ تھا تو وجوب علیہ نہ ہوا۔ یہی حال وعدہ کا ہے۔ اس نے وعدہ فرما کر شی واجب کردی کہ جس طرح مختلف ارادہ محال ہے یوہیں خلف وعدہ یہ اسکا خود واجب فرمادینا ہوا نہ کہ اسپر واجب ہونا کہ وعدہ فرمانا اسپر واجب نہ تھا۔ اگر وعدہ نہ فرمانا ہرگز وجوب نہ ہوتا کتب علی نفسه الرحمة. نہ کہ کان یجب علیه ان یرحم یا من لا یجب علیه شئ ولا یقبح منه شئ ارحمنا برحمته تغیر بهافی الدین والدنیا والآخرة عن رحمة من سواك آمین وصلی الله تعالیٰ علی رحمة الهداة الرؤف الرحیم المبعوث رحمة للعلمین وعلی آله وصحبه اجمعین آمین۔

(۵) سید المحبوبین محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من کان الله ورسوله احب الیه مما سواهما محبت رسول من حیث ہو رسول ہے اور وہ بعینہ محبت اللہ عزوجل ہے اور شے اور اسکے نفس میں تفاضل معقول نہیں۔ اس میں کمی بیشی کرنا محبت رسول کو محبت اللہ سے جدا ماننا ہے تو محبوب جدا

جدا ہوئے۔ ایک اللہ اور ایک رسول یہ کھلا شرک فی الجنۃ ہے والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ یوں کہنا کہ اللہ سے ایسا مشغول ہوں کہ رسول کی بھی فرصت نہیں مرتبۂ رسالت سے جہل اور مشغولی باللہ کے دعوی میں کذب ہے۔ حقیقۃً مشغولی الٰہ نہ مشغولی رسول سے جدا ہو سکتی ہے نہ مشاغل باللہ ہرگز رسول سے مستغنی ثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکم بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ وصلی اللہ تعالیٰ وبارك وسلم علی سیدنا ومولانا وحبیبنا وما دینا وآلہ و صحبہ وابنہ الکریم وامتہ الطاہرۃ آمین! والحمد للہ رب العلمین والسلام مع الاکرام.

......☆.... ..

بنام صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمة الله علیه

بسم الله الرحمٰن الرحیم—نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

مولانا المجل المکرم، ذی المجدوالکرم، حامی السنن، ماحی الفتن جعل کاسمه نعیم الدین السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔ ان الله مااخذ وما اعطیٰ وکل شرعنده باجل مسمی انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب ۔وانما المحروم من حرمه الثواب ۔غفر الله لمولانا معین الدین ورفع کتابه فی علین۔ویبیض وجهه یوم الدین۔والمحقه بنبیه سید المرسلین صلی الله تعالیٰ وبارک وسلم علیه و علی اله و ذویه اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کرمکم ورفع قدرکم امین.

یہ پرملال کارڈ روزعید آیا۔ میں نمازعید پڑھنے نینی تال گیا ہوا تھا شب کو بیخواب رہا تھا اوردن کو بیخوروخواب اورآتے جاتے ڈانڈی میں چودہ میل کا سفر۔دوسرے دن بعدنماز صبح سو رہا سوکراٹھا تو یہ کارڈ پایا۔اسی وقت یہ تاریخیں خیال میں آئیں ۔ایک بے تکلف قرآن عظیم سے اور انشاءاللہ تعالیٰ فال حسن ہے۔دوسری حسب فرمائش سامی فارسی میں مگر دوشعر کیلئے فرمایا تھا یہ پانچ ہوگئے اور مادے میں ایک کا تخرجہ کرنا ہوا جس کا میں عادی نہیں مگراس میں کوئی لفظ قابل تبدیل نہ تھا لہٰذا یوہیں رکھا اوراسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تابقائے حیات انشاءاللہ تعالیٰ روزانہ ایصال ثواب کیلئے داخل وظیفہ کرلیا۔وہ تو انشاءاللہ تعالیٰ بہت اچھے گئے مگر دنیا میں ان سے ملنے کی حسرت رہ گئی۔مولیٰ تعالیٰ آخرت میں زیرلوائے سرکارغوثیت ملائے۔

آمین اللھم آمین۔

تاریخ از قرآن عظیم

رزق ربک خیر

۱۳۳۹ھ

یک شہادت وفات دررمضاں
دیگر مرگ جمعہ شہادت دگرست

مرض تپ شہادت سو میں
بہر ہر سہ شہادت خبرست

درمزارست چشم وایعنی
پئے دیدار یار منتظر ست

مردۂ ہرگز نہ معین الدین
کہ تراچوں نعیم دیں پسرست

از رضاؔ سال بے سر اہمال
قرب صدق ملیک مقتدرست

۱۳۳۹ھ

شب عید کی بیخوابی اور دن کو بیخور وخواب اور دو پہر سفر کا پیچ و تاب اس کے سبب کل شام تک حالت روی رہی۔ میں قابل حاضری ہوتا تو سر سے چل کر مزار کی زیارت اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفیٰ رضا کل صبح بریلی گئے۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ تعزیت کیلئے حاضر خدمت ہوں۔ کل شام تک طبیعت کی بہت غیر حالت نے اس نیاز نامہ میں تعویق کی اور آج اتوار تھا لفافہ نہ مل سکتا تھا اب حاضر کرتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام، سب احباب کو سلام۔

شب پنجم شوال مکرم ۳۹ھ از بھوالی

......☆......

خطوط بنام مولوی عرفان علی صاحب

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر دینی و یقینی مولوی عرفان علی صاحب سلمہ......................السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

مولوی عبد الباری صاحب نے ان ایک سو ایک اور ان کے سب امثال سے توبہ چھاپ دی۔ میری رائے میں آپ بھی فوراً ایک اشتہار جس کا مضمون مولوی عبد الاحد صاحب کو لکھ دیا ہے چھا پکر بیسلپور میں جلسہ کریں اور جلسہ کی طرف سے مولوی عبد الباری صاحب کو مبارکباد کا تار بھیج دیں۔ تفصیل کیلئے مولوی عبد الاحد صاحب کا خط ملاحظہ کیجئے۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بھوالی ضلع نینی تال بازار پیش ڈاکخانہ

شب ۱۵/ ماہ مبارک ۳۹ھ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر دینی و یقینی مولوی محمد عرفان علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عصر کے وقت آپ کا کارڈ دیکھا، استغفر اللہ کوئی بات اصلا پریشانی کی نہیں نہ اس میں کوئی حرف ایسا ہے، آپ اس طرف اصلا توجہ نہ کریں۔ اپنے طور پر اطمینان کافی دلاتا ہوں۔ دو تصدیقیں ہزارہ سے آئیں ایک کشمیر سے آئی دو اور وہاں سے آنے والی ہیں ایک

ایک نیاز نامہ حاضر کئے ہوئے آج آٹھ دن ہوئے دوسرا حاضر کئے ہوئے چار روز ہوئے جواب کا انتظار ہے۔صاحبزادی کی طبیعت ناساز تھی اسکی بھی خیریت سے اطلاع نہ آئی۔اپنے والد ماجد اور بھائی صاحب کی خدمت میں فقیر کا سلام لکھئے اور یہ کہ بعد نماز عشاء ۱۱۱ بار پڑھ لیا کریں طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر اول آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف! بعونہ تعالیٰ شریران کے شر سے پناہ ہوگی۔

والسلام

از بریلی- یکم جمادی الاول ۳۲ھ روز شنبہ

......☆......

خط بنام شیخ عظمت علی صاحب بیسلپوری

برادر دینی ویقینی مکرمی کرم فرماو علیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

مخمس آیا۔ابھی دیکھا نہیں۔زیادہ ضرورت اس بات کی ہوئی کہ قاضی عطا علی صاحب کا مضمون بنا کر پندرہ دن سے زائد ہوئے لفافہ میں رکھ کر، قاضی صاحب نے جو اپنا پتا لکھا تھا یعنی بیسلپور ضلع پیلی بھیت محلہ قاضی ٹولہ اس پتے پر بھیج دیا اور قصداً کے زیادہ ٹکٹ نہ لگایا کہ اس کا بیرنگ ہو جائے تو اطمینان سے پہنچے۔میں اس انتظار میں تھا کہ اب طبع ہو کر آتا ہوگا۔آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب تک پہنچا نہیں۔اسکی تحقیق کامل طور کی جائے، چٹھی رساں سے دریافت ہو کہ کسے دیا۔جس قدر اس میں اضافہ کیا وہ اصل کے برابر ہوگا جسکی نقل بھی یہاں نہیں ہے۔اپنے والد ماجد سے سلام گزارش کیجئے نیز قاضی عطا علی صاحب سے۔مدت ہوئی میں نے ایک خط آپ کے خط کے جواب میں لکھا اور اس میں بعض دعائیں پڑھنے کے قابل تھیں۔معلوم نہیں وہ خط پہنچا یا نہیں۔فقط والسلام

۱۰ ررمضان مبارک روز شنبہ ۳۲ھ

(۲)

برادرم سلمہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-مولا تعالیٰ آپ کے ایمان آبرو جان و مال کی حفاظت فرمائے۔بعد نماز عشا ۱۱۱ ربار طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر پڑھ لیا کیجئے اول آخر ۱۱بار درود شریف۔اور آپ کے والد ماجد کو مولیٰ تعالیٰ سلامت رکھے با کرامت رکھے ان سے فقیر کا سلام کہئے۔یہی عمل وہ بھی پڑھیں نیز آپ دونوں صاحب ہر نماز کے بعد ایکبار آیۃ الکرسی اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح و شام سوتے وقت بعونہ تعالیٰ ہر بلا سے حفاظت رہے گی۔دوپہر ڈھلے سورج ڈوبنے تک شام ہے اور آدھی رات ڈھلنے سے سورج چمکنے تک صبح، اس بیچ میں جب ایک بار علاوہ نمازوں کے ہو جایا کرے اور ایکبار سوتے وقت۔ایک رسالہ کے ساتھ نسخے

تصدیق محمود آباد سے آئی۔ میرا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ ابناء زماں کی تصدیقات کا محتاج نہیں لہٰذا اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ اب آپ کے کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ آپ بطور خود کہیں سوال نہ بھیجئے مولیٰ تعالیٰ انشاء اللہ العزیز یہاں سے انتظام کر دیگا۔ آپ کی حق پرستی پر میں آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب دہم ربیع الآخر شریف ۳۲ھ

(۳)

راحت جانم برادر دینی مولوی منشی محمد عرفان علی صاحب

ملحوظ انظار رحمت سرکار رسالت باش آمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو تعویذ بھیجتا ہوں چھوٹا سر درد کا ہے سر پر بندھیگا بڑا اشفاء امراض کا ہے۔ آپ کا عنایت نامہ جس میں آٹھ نسخہ ردکانپوری مطلوب تھے بہت تلاش کیا نہ ملا اور مجھے محلّہ کا نام مشتبہ ہو گیا تھا آخر باہر تلاش کرایا تو مولٰینا امجد علی صاحب کے نام آپ کا کارڈ ملا اور یہی حکمت غیب اس کے کم ہونے میں تھی۔ اس کارڈ سے واضح ہوا کہ بعونہٖ تعالیٰ وہاں کے مسلمان اتباع سنت پر آمادہ ہو گئے۔ مولیٰ تعالیٰ استقامت دے۔ اب دو ہی جلدوں کی حاجت ہے لہٰذا پلندہ کھلوا کر دو نسخہ رد کانپوری اور ایک نسخہ اہانۃ التواری اور دس اشتہار بھیجتا ہوں، اشتہار مساجد و بازار میں چسپاں ہو جائیں پلندہ ہی میں وہ دونوں تعویذ ہیں۔ حضرت جناب مولانا الاسد الاشد جناب مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی دامت برکاتہم اگر تشریف رکھتے ہوں فقیر کا سلام گزارش کر دیجئے اور حضرت کی وجہ تشریف آوری سے اطلاع دیجئے۔ سب احباب کو سلام اپنی طبیعت کی خیریت سے مطلع فرمایئے گا۔ پیلی بھیت کب جائیں گے؟

فقیر احمد رضا قادری، از بریلی ۳۰ ربیع الآخر شریف ۳۲ھ

(۴)

برادر دینی و یقینی مولوی عرفان علی صاحب زید کرمہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

دبدبۂ سکندری میں آپ کا مضمون ردتحریر دیوبندی میں دیکھ کر کمال مسرت ہوئی۔اس کے متعلق دوسرے ہفتہ میں ایک کھلا خط اور پچاس روپے کے انعام کا وعدہ مولانا امجد علی صاحب نے چھاپا اور ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی ہفتہ گزر گیا، آج جو پرچہ آیا اسکے جواب سے خالی ہے، اسی پرچہ میں ایک ورق بطور ضمیمہ ایک صاحب مولوی سید اولاد علی مرادآبادی نے چھپوایا تھا جس میں احمد میاں کی اس تحریر کا کمال محققانہ جواب تھا جو اس سے پہلے پرچہ میں انکی چھپی تھی۔کیا یہ ضمیمہ آپکی نظر سے نہ گزرا؟ وہاں دبدبہ کس کس کے یہاں جاتا ہے دریافت سے معلوم ہوگا۔اس جواب کے بعد اس تحریر کے دوسرے جواب کی حاجت نہ ہوتی۔وہاں پرچہ جو پیلی بھیتیوں نے کرامت نامہ احمد میاں کے نام سے چھاپا وہ ان کا ہونے میں بہت سا شبہ ہے۔اس سے پہلے بعینہ اس مضمون کا ایک جہالت نامہ کسی نے گنج مرادآباد سے ایڈیٹر دبدبہ کو بھیجا تھا۔جناب مولوی وصی احمد سے اسکے بارے میں استفسار ہوا اور انہوں نے گنج مرادآبا کو کرامت نامہ تحریر فرمایا وہاں سے سب نے انکار لکھ بھیجا کانوں پر ہاتھ دھرا کہ ہم کو اصلا خبر نہیں کسی مفسد نے ہماری طرف سے لکھ بھیجا۔بعینہ وہی مضمون اس میں ہے عجب نہیں کہ یہ بھی ایسا ہی افترا ہو۔ان صاحبوں سے دریافت کرایا ہے عجب نہیں اس کا بھی انکار کر دیں تو خود ان کا منکر ہونا بعونہ تعالیٰ جواب سے زیادہ نافع ہوگا۔ابھی اس میں تامل چاہیئے اور ایسے معاملات میں اگر تحریر پہلے یہاں دکھلا لیجایا کرے یا جناب مولوی وصی احمد صاحب تو انسب ہے۔آپ نے ان تحریروں کا جواب دبدبہ میں بھیجا ہے انکو فوراً لکھ دیجئے کہ دیکھنے کے لئے یہاں بھیجدیں اور اس سے ضرور اطلاع دیجئے کہ ہفتۂ گزشتہ میں ایک ورق ضمیمہ جواب تحریر احمد میاں پیلی بھیت میں پہنچا تو آپ کی نظر سے کیوں نہ گذرا؟ حضرت مولانا وصی احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام پہنچایئے اور یہ کہ

بھیجتا ہوں اسمیں رامپور کے دوسرے فتویٰ کے رد کے علاوہ بہت فوائد ہیں۔ اخیر میں شرق سے
غرب تک کے تمام علماء سے ۶۰ سوال ہیں۔ جن حضرات نے بحمدہ تعالیٰ موافقت کی ہے یا بعونہ
تعالیٰ آئندہ موافق ہوں وہ مستثنےٰ ہیں جو خلاف کریں وہ انکا جواب دیں اور نہ دیں تو ہر عاقل
جان لے گا کہ پانی مرتا ہے، جان بچاتے ہیں، بات پالتے ہیں، اپنا پردہ کھلنا نہیں چاہتے جب
علمی سوالات خاص متعلقہ مسئلہ سے گریز کرتے ہیں جیسے آج تک ان پانچ سوالوں سے گریز کیا
ہے یہاں تک کہ اس رامپوری دوسرے فتوی کے صفحہ ۶ پر پانچ سوالوں کی نسبت وعدہ لیا کہ علیحدہ
علیحدہ لکھ کر جواب اسکے تحت میں آیا جاتا ہے اور صفحہ ۱۳ پر جھٹ کروٹ بدل دی کہ باقی پانچ
سوالوں کا جواب اس وقت دیا جا سکتا ہے کہ سائل اپنی غرض ظاہر فرمائے۔ ملاحظہ ہو وعدہ کر کے
بھی پلٹ گئے، وعدہ کرتے وقت ان کو سائل کی غرض معلوم تھی اب مجہول ہو گئے اور حقیقۃً خوب
پہچانتے ہو کہ ان سے کیا غرض ہے، اس میں تو اپنی غلطیوں کا پردہ فاش ہوتے دیکھا کہ وعدہ
چھاپ کر بدل گئے۔ خیر جب پانچ ہی سوال تھے اب ۶۵ ہیں۔ اگر حق پرستی منظور ہو تو دیکھے کیسی
محبت کی دعوت دیکر یہ سوال کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابوں سے بعونہ تعالیٰ سب پردے اٹھ
جائیں گے اور اگر حسب سابق جان بچائی تو سخن پروری کا ہر شخص کو اختیار رہے۔ ایماندار عقلاء یوں
بھی بعونہ تعالیٰ سمجھ لیں گے کہ بوجہ گریز نہیں کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ بیسلپور، پیلیبھیت
رامپور کے تمام اہلسنت اس دینی معاملہ کے صاف کرنے کا ثواب کمائیں۔ مولوی سلامت اللہ
صاحب سے ان ۶۵ سوالوں کے جواب صاف صاف بے ایچ و پیچ لیں۔ ہماری طرف سے وعدہ
لکھ کر چھاپ دیا گیا ہے کہ حق آپ کی طرف نکلا تو ہم فوراً قبول کریں گے وہ بھی اقرار لکھ دیں کہ
ان سوالوں کی بحث تمام ہونے پر حق ہماری طرف ظاہر ہو تو وہ فوراً قبول فرمالیں۔ یہ سنی لوگ اس
میں کوشش نہ کریں تو اس کا مطالبہ ان پر رہے گا اور یہ پوری کوشش کریں اور مولوی سلامت اللہ
صاحب کسی طرح جواب کے پہلو پر نہ آئیں تو ان کو ظاہر ہو جائے گا کہ کون حق طلب ہے اور کون

ضد پر۔ فقیر کا یہ نیازمندانہ پیام بعد سلام تمام اہلسنت پیلبھور کو پہنچا دیجئے ۔اس رسالے میں یہ
بھی ظاہر کر دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے فتویٰ کا جو غل مچایا ہے بحمدہ تعالیٰ محض جھوٹ ہے اور یہ بھی بتا دیا
ہے کہ اگر حق ظاہر ہونا چاہو تو ہم اور سب سنی بھائی ہیں الگ الگ اپنی اپنی کہہ کر ہار جیت کی
کوشش کیوں کریں بلکہ ہمارے یہ ۶۵ سوال اور جو سوال آپ بڑھانا چاہیں سب ملا کر حرمین
شریفین بھیجیں کہ فریقین کے پورے خیالات سن کر انہیں صحیح فیصلہ کا موقع ہو ورنہ جیسا سوال ویسا
جواب لہٰذا ہم نے تنہا سوال بھیجنا نہ چاہا کہ ہم کو حق کی طلب ہے نہ ضد اور ہار جیت ادھر والے
اگر اسے نہ مانیں تو وہ جانیں۔ رسالہ آج یا کل بعونہ تعالیٰ روانہ ہوگا۔

احمد رضا غفرلہ

......☆......

بنام حضرت مولانا عبد العزیز صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادر عزیز مولانا عبدالعزیز سلمہ العزیز عن کل رجیز - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط آیا، خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دست شفا بخشے اور جفا و شقا سے محفوظ رکھے۔ برادرم تم طبیب ہو میں اس فن سے محض ناواقف مگر وہ دلی محبت جو مجھے تمہارے ساتھ ہے مجبور کرتی ہے کہ چند حرف تمہارے گوش زد کروں۔

(ا) جان برادر! مشکل ترین امور ہنگام استخراج احکام جزئیہ ہیں جیسے فقہ و طب۔ جس طرح فقہ میں صدہا حوادث ایسے پیش آتے ہیں جنکا جزئیہ کتب میں نہیں اور ان پر حکم لگانا ایک سخت دشوار گزار پہاڑ کا عبور کرنا ہے جس میں بڑے بڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں بعینہ یہی حال طب کا ہے بلکہ اس سے بھی نازک تر۔ بالکل بے دیکھی چیزوں پر حکم کرنا ہے پھر اگر آدمی قابلیت تامہ نہیں رکھتا اور برائے خود کچھ کر بیٹھا اگرچہ اتفاق سے ٹھیک ہی اتری گنہگار ہوگا جس طرح تفسیر قرآن کے بارے میں ارشاد ہوا "من قال فی القرآن برائہ فاصاحب فقداخطاء" جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور ٹھیک ہی کہے جب بھی خطا ہے۔ یوں ہی حدیث شریف میں فرمایا من تطیب ولھم یعلم منہ طب فھو ضامن. جو علاج کرنے بیٹھا اور اسکا طبیب نہونا معلوم ہوا اسپر تاوان ہے یعنی اسکے علاج سے کوئی بگڑ جائے گا تو اس کا خوں بہا اسکی گردن پر ہوگا۔ اگرچہ تمہارے استاد شفیق نے تمہیں مجاز و ماذون کر دیا مگر میری رائے میں تم ہرگز ہرگز ہنوز مستقل تنہا گوارہ نہ کرو اور جب تک ممکن ہو مطلب استاذ کا دیکھتے اور اصلاحیں لیتے رہو۔ میں نہیں کہتا جداگانہ معالجہ کیلئے نہ بیٹھو۔ بیٹھو مگر اپنی رائے کو ہرگز رائے نہ سمجھو اور ذرا ذرا اسی بات میں اساتذہ سے استعانت لو۔

(۲) رائے لینے میں کسی چھوٹے بڑے سے عار نہ کرو۔ کوئی علم کامل نہیں ہوتا جب تک آدمی بعد فراغ درس اپنے آپ کو جاہل نہ جانے۔ جس دن اپنے آپ کو عالم مستقل جانا اسی دن اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔

(۳) کبھی محض تجربہ پر بے تشخیص حادثہ خاصہ اعتماد نہ کرو۔ اختلاف فصل، اختلاف بلد، اختلاف عمر اختلاف مزاج وغیرہا بہت باتوں سے علاج مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک نسخہ ایک مریض کیلئے ایک فصل میں صدہا بار مجرب ہو چکا کچھ ضرور نہیں کہ دوسری فصل میں بھی کام دے بلکہ ممکن کہ ضرر پہنچائے و علی ہذا اختلاف البلاد والاعمار والامزجہ وغیرہا۔

(۴) مرض کبھی مرکب ہوتا ہے ممکن کہ ایک نسخہ ایک مرض کیلئے تم نے فصول مختلفہ، بلاد متعددہ واعمار متفاوتہ وامزجۂ متباینہ میں تجربہ کیا اور ہمیشہ ٹھیک اترا مگر وہ مرض ساذج تھا یا کسی ایسے مریض کے ساتھ جسے یہ مضر نہ تھا اب جس شخص کو دے رہے ہو اس میں ایسے مرض سے مرکب ہو جسکے خلاف تو ضرور دیگا اور وہ تجربہ صد سالہ لغو ہو جائے گا۔

(۵) ابھی ابتدا امر ہے کبھی بعض دلالات پر مدار تشخیص نہ کہو مثلاً صرف نبض یا مجرد تفسرہ یا محض استماع حال پر قناعت نہ کیا کرو۔ کیا ممکن نہیں کہ نبض دیکھ کر ایک بات تمہاری سمجھ میں آئے اور جب قارورہ دیکھو رائے بدل جائے تو بالضرور حتی الامکان تمام طرق تشخیص کو عمل میں لاؤ اور ہر وقت اپنے علم وفہم وحول وقوت سے بری ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا کرو کہ القائے حق فرمائے۔ یہی جالب شفا ہوتے ہیں۔

(۶) کبھی کیسے ہی ہلکے سے ہلکے مرض کو آسان نہ سمجھو اور اسکی تشخیص و معالجہ میں سہل انکاری نہ کرو دشمن نہ نتواں حقیر و بے چارہ شمرد۔

ہو سکتا ہے کہ تم نے بادی النظر میں سہل سمجھ کر جہد تام نہ کیا اور وہ باعث غلطی تشخیص ہوا جس نے سہل کو دشوار کر دیا یا فی الواقع اسی وقت وہ ایک مرض عسیر تھا اور تم نے قلت تحقیق سے

آسان سمجھ لئے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ دق سا دشوار مرض والعیاذ باللہ تعالیٰ اول امر میں کتنا سہل معلوم ہوتا ہے۔

(۷) مریض یا اس کے تیماردار جس قدر حال بیان کریں کبھی اسپر قناعت نہ کرو۔ ان کے بیان میں بہت باتیں رہ جاتی ہیں جن میں وہ قابل بیان نہیں سمجھتے یا ان کے خیال اسطرف نہیں جاتے ممکن وہ سب بیان میں آئیں صورت واقعہ دگرگوں معلوم ہو۔ میں نے مسائل میں صدہا بار تجربہ کیا ہے کہ مسائل نے تقریراً یا تحریراً جو کچھ بیان اسکا حکم کچھ اور تھا۔ جب تفتیش کر کے تمام مالہ وما علیہ اس سے پوچھے گئے اب حکم بدل گیا۔ پھر بھی بہت مواقع پر ہم لوگوں کو رخصت ہے کہ مجرد بیان مسائل پر فتویٰ دیدیں مگر طبیب کو ہرگز اجازت نہیں کہ بے تشخیص کامل زبان کھولے۔

(۸) تمام اطبا کا معمول ہے الا من شاء اللہ کہ نسخہ لکھا اور حوالہ کیا۔ ترکیب استعمال زبان سے ارشاد نہیں ہوتی۔ بہت مریض جہلائے محض ہوتے ہیں کہ آپ کا لکھا ہوا نہ پڑھ سکیں گے۔ طبیب صاحب کو اعتماد یہ ہے کہ عطار بنا دیگا۔ عطار کی وہ حالت ہے کہ مزاج نہیں ملتے اور ہجوم مریض سے اس بیچارے کے خود حواس گم ہیں جلدی میں انہوں نے آدھی چہارم بات کہی اور دام سیدھے کئے اور رخصت۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ غلطئی استعمال سے مریض کو مضرتیں پہنچ گئیں۔ لہٰذا بہت ضرور ہے کہ تمام ترکیب دوا و طریقۂ اصلاح و استعمال خوب سمجھا کر سمجھ کر ہر مریض سے بیان کرے خصوصاً جہاں احتمال ہو کہ فرق آجانے سے نقصان پہنچ جائیگا۔

(۹) اکثر اطبا نے کج خلقی و بدزبانی و خردماغی و بے اعتنائی اپنا شعار کر لی گویا طب کسی سخت مرض مزمن کا نام ہے جس نے یوں بدمزاج کر دیا۔ یہ بات طبیب کیلئے دین و دنیا میں زہر ہے۔ دین میں تو ظاہر ہے کہ تکبر و رعونت و تشدد و خشونت کس درجہ مذموم ہے خصوصاً حاجت مند کے ساتھ اور دنیا میں یوں کہ رجوع خلق ان کے طرف کم ہوگی وہی آئیں گے جو سخت مجبور ہو جائیں گے لہٰذا طبیب پر اہم واجبات سے ہے کہ نیک خلق، شیریں زبان، متواضع، حلیم مہربان ہو جس کی میٹھی

باتیں شربت حیات کا کام کریں۔طبیب کی مہربانی وشیریں زبانی مریض کا آدھا مرض کھودیتی ہے اور خواہی نخواہ ہر دل اس کی طرف جھکتے ہیں اور نیک نیت سے ہوتا ہے تو خدا بھی راضی ہوتا ہے جو خاص جالب دست شفا ہے۔

(۱۰) بہت جاہل اطبا کا انداز ہے کہ نبض دیکھتے ہی مرض کا عسیر العلاج ہونا بیان کرنے لگتے ہیں اگر چہ واقع میں سہیل التدارک ہو مطلب یہ کہ اچھا ہو جائے گا تو ہمارا شکر زیادہ ادا کریگا اور شہرہ بھی ہوگا کہ ایسے بگڑے کو تندرست کیا۔حالانکہ یہ محض جہالت ہے بلکہ اگر واقع میں مرض دشوار بھی ہوتا ہم ہرگز اسکی بو آنے نہ پائے کہ یہ سنکر دردمند دل ٹوٹ جاتا ہے اور صدمہ پا کر ضعف طبیعت باعث غلبہ مرض ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ بکشادہ پیشانی تسکین وتسلی کی جائے کہ کوئی بات نہیں انشاءاللہ تعالیٰ اب اچھے ہوئے۔

(۱۱) بعض احمق ناکردہ کار یہ ظلم کرتے ہیں کہ دوا کو ذریعہ تشخیص مرض بناتے ہیں یعنی جو مرض اچھی طرح خیال میں نہ آیا انہوں نے رجما بالغیب ایک نسخہ لکھ دیا کہ اگر نفع کیا فبہا ورنہ کچھ تو حال کھلے گا۔یہ حرام قطعی ہے۔علاج بعد تشخیص ہونا چاہیئے نہ کہ تشخیص بعد علاج۔اس قسم کی صدہا باتیں ہیں مگر اس قلیل کو کثیر پر حمل کرو اور میں انشاءاللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہیں مطلع کرتا رہوں گا۔بہت باتیں ایسی ہیں جنکا اس وقت بیان ضرور نہیں۔جب خدا نے کیا تمہارا مطب چل نکلا اور رجوع خلائق ہوئی اس وقت انشاءاللہ العظیم بیان کروں گا۔اگر تمہیں یہ میری تحریر مقبول ہو تو اسے بطور دستور العمل اپنے پاس رکھو اور اسکے خلاف کبھی نہ چلو،انشاءاللہ تعالیٰ بہت نفع پاؤ گے اور اگر یہ سمجھ کر کہ یہ طب سے جاہل ہے اس فن میں اس کی بات پر کیا اعتماد تو بیشک یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہے۔اس تقریر پر مناسب ہے کہ اپنے اساتذہ کو دکھالو اور وہ پسند کریں معمول بہ کرو۔

والسلام خیر ختام۔

۴/ جمادی الآخرہ روز جمعہ ۱۳۰۶ھ

بنام جناب مولانا عمر الدین صاحب

بسم الله الرحمٰن الرحیم......نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

مولانا المجبل المکرم المفخم جعلہ المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کا مہ عمر الدین آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجمع البرکات مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ہے۔ اگر یہ عبارت اس کے کسی نسخۂ صحیحہ میں ہو تو اس سے مراد نماز قلبی کا فساد ہوگا نہ نماز فقہی کا کہ ادائے فرض و دفع کبیرۂ ترک کیلئے باذنہ تعالیٰ کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ فعل غیر پر رضا عمل قلیل بھی نہیں کثیر درکنار تو فساد نماز فقہی ناممکن ہے۔ ہاں نماز قلبی تذلل و تفرع و تخشع ہے کما فی الحدیث اور یہ امر نوع بجز سر دال ہے لہٰذا اس میں مخل ہوسکتا ہے۔ اگر اس کی نیت خود استخدام اور نماز میں اپنا عظام ہو تو یقیناً مفسد نماز قلب ہے ورنہ مفسد کی صورت ہے لہٰذا احتراز درکار ہے۔ پنکھا کہ کل کے ذریعہ سے چلے اگر اوس کے مسالے میں مٹی کا تیل وغیرہ بد چیزیں ہوں تو ایسی اشیاء کا مسجد میں لیجانا حرام ہے ورنہ کم از کم ناپسند و مصالح ہے۔ پنکھے کا مسئلہ فتاوائے فقیر میں بہت مفصل ہے۔ قلیراجع واللہ تعالیٰ اعلم۔

......☆......

بنام جناب مولوی سید محمد عمر صاحب الہ آبادی سہروردی

جناب مولوی سید محمد عمر صاحب الہ آبادی سہروردی نے اشعار ذیل کا مطلب دریافت فرمایا۔

من آں وقت بودم کہ آدم نبود...... کہ حوّا عدم بود آدم نبود

من آن وقت کردم خدارا سجود...... کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاںؔ...... تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

جواب میں یہ مکتوب مرسل ہوا۔

مولانا المکرّم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ایسے اشعار کا مطلب اسوقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل معتبر شخص تھا ورنہ بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابل التفاتَ؟ شعر اول کے مصرع اخیر میں آندم نبود ہونا چاہیئے ورنہ قافیہ غلط ہے۔ بہرحال اسکا مطلب صحیح و صاف ہے۔ وجود ارواح قبل وجود اجسام کی طرف اشارہ ہے۔

شعر دوم صریح کفر ہے۔ شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرحاںؔ ہماری بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں ان کی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے جب ہی دیکھی تھی۔ اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا۔ اس میں شاعر نے یہ مہمل و بے ہودہ ولغو مطلب رکھا ہے۔ محمد کے عدد ۹۲ ہیں...... خدا کے عدد ۶۰۵ ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات (ا) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم. یہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبۂ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہے اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمد یہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیہ ہیں۔ رسل کرام علیہ الصلاۃ والسلام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔

جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں مل سکتا پھر اس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزء ایمان ہے لا یفرق بین احد من رسلہ. برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے۔رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے۔ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک راہ رسالت میں تین سو تیرہ تسطور فرمائے، تین سو تیرہ ابر رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرور نہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ والسلام

......☆......

بنام سلطان الواعظین حضرت مولانا عبد الاحد صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا عبدالاحد صاحب قبلہ نے شعر ذیل کا مطلب دریافت فرمایا، جواب میں یہ مکتوب مرسل ہوا۔

می خواہم از خدا و نمی خواہم از خدا – دیدن جیب را و ندیدن رقیب را

مولانا سلمہ – وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

زمانہ ممتد گزرا۔ فقیر نے اپنے صغرسن میں اس شعر کی بحث مولوی امام بخش صہبائی کے کسی رسالہ میں دیکھی تھی۔ اتنا یاد ہے کہ انہوں نے متعدد مطالب لکھے تھے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس وقت وہ مطالب کچھ پسند نہ آئے تھے اور خود فقیر نے شعر کے تین مطالب بتائے تھے۔ اب نہ صہبائی کے مطالب خیال میں ہیں نہ یہی یاد ہے کہ میں نے کیا بتائے تھے مکرر اس وقت جو نظر کی اب بھی بنگاہ اولیں تین ہی مطالب ذہن میں آئے۔ عجب نہیں کہ یہ وہی مطالب ہوں جو اس وقت فکر میں آئے تھے یا غیر ہوں۔ شاعر ارباب تمکین سے نہیں جو ایک حال پر مقیم و مستقر رہیں بلکہ اصحاب تلوین سے ہیں جن پر واردات مختلفہ مقتضی قضایائے مختلفہ وارد ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ان احوال سے گوناگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ می خواہم تو ظاہر ہے کہ عشق میں اہل ہدایت کی یہی حالت ہوتی ہے اور وہ اپنی خواہش کے پابند ہوتے ہیں اور انکی خواہش یہی کہ حبیب کو دیکھیں اور رقیب کو نہ دیکھیں اور نمی خواہم تین مقامات مختلفہ سے ناشی ہے جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں۔

مقام اول اولیٰ سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مقام جوشش رشک و عشق ہے یعنی دل کی خواہش تو یہی ہے کہ حبیب بے خلش رقیب جلوہ گر ہو مگر حبیب و رقیب شدت مصاحبت سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے

کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔نظر براں جب رشک جوش کرتا ہے حبیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اسکی رویت بے رویت رقیب نہ ہوگی اور رویت رقیب ہرگز منظور نہیں۔اور جب عشق جوش زن ہوتا ہے رقیب کو نہ دیکھنا نہیں چاہتا کہ اسکا نہ دیکھنا حبیب کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہوگا اور دیدار حبیب سے محرومی گوارہ نہیں۔

مقام فنائے ارادہ درارادۂ محبوب یعنی خواہش دل تو وہی کہ حبیب بے رقیب متجلی ہومگر حبیب کا ارادہ اسکا عکس ہے۔وہ چاہتا ہے کہ میں اسے نہ دیکھوں اور رقیب کو دیکھوں کہ غیظ پاؤں اور مراد نہ پاؤں۔جب فنائے ارادہ فی ارادۃ الحبیب کا مقام وارد ہوتا ہے میں اپنی اس خواہش دلی سے درگزر کرتا ہوں۔

میل من سوئے وصال وقصد اوسوئے فراق۔ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب۔کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

فنافی المحبوب کہ خود اپنی ذات ہی باقی نہ رہے غیر و اضافات ونسبت وتعلقات کہاں سے آئیں۔رقیب کا غیر ہونا ظاہر اور رویت حبیب کا تصور بھی تصور غیر ہے کہ رویت تین چیزوں کو چاہتی ہے۔رائی ومرئی۔اور وہ تعلق کہ ان دونوں میں بلکہ حبیب کو حبیب جاننا بھی بے تصور نفس ممکن نہیں کہ حبیب وہ جس سے محبت ہو اور محبت کو ہر دو حاشیۂ محب ومحبوب و اضافت بینما سے چارہ نہیں۔جب میں ہمہ تن فنافی المحبوب ہوں تو رقیب وحبیب و رویت وعدم رویت کون سمجھے اور ارادہ وخواست کہ مصر سے آئے۔لاجرم اسوقت ان میں سے کچھ خواہش نہیں رہتی اللھم ارزقنا ھذاالمقام فی رضاك وصل وسلم وبارك علیٰ مصطفاك و آله و اولیائه و کل من والاك.آمین.

......☆......

بنام مولانا سلطان احمد خاں صاحب بریلوی

جناب مولانا مولوی نواب سلطان احمد خاں صاحب بریلوی نے ذیل کا معمہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت علامہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بغرض حل ارسال فرمایا۔ قبلہ نے چند منٹ میں اسکا حل فرمادیا۔ (مرتب)

معمّا

چیست آں جانور کہ ہیہات او — گاہ بدرو گہے ہلال بود

چار سردار دودو پا دارد — عمر اور درجہاں سہ سال بود

خوردنش دائما زردسیم است — بازروسیمش اتصال بود

درپریدن چودر ہوا نگری — راست چوں سورت غزال بود

گاہ بر تخت بادشاہی خویش — گاہ در کوچہ پائمال بود

گاہ درعرصۂ زمیں باشد — گاہ بر قلۂ جبال بود

اولش لام آخرش ہم لام — باقیش جملہ حرف دال بود

ہرکہ کشائد ایں معمارا
مثل اودرجہاں محال بود

حل

آپ کا معما بحمدہ تعالیٰ چند منٹ میں حل ہوگیا، اس کا حل یہ ہے:-

اول یہ عدل ہے 'جانور' اس لئے کہ حیات ملک اسی کو ہے تو وہ صاحب جان ہے۔ 'بدر' اپنے زمانۂ کمال میں 'ہلال' عہد زوال میں۔ چار سر خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم 'دوپا' حضرت امیر معاویہ وحضرت امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما 'سہ سال' سے مراد تینوں قرن زمانۂ رسالت وصحابہ وتابعین کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین

یلونهم. انہیں تین زمانوں میں عدل رہا۔

یا سہ سال سے وہی تینوں فرماں روائیاں۔اول خلافت راشدہ جس کی طرف قرنی سے

اشارہ ہے ق'صدیق' ر'عمر'ن'عثمان'ی'علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دوم امارت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوم سلطنت امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'زر وسیم' اس کی خوراک ہونا، یہ اغنیا سے اموال لیتا اور فقرا پر تقسیم کرتا ہے کہ

حاجت برآنے میں فریقین برابر ہو جائیں۔یہی عدل ہے۔زر وسیم سے اتصال یہ کہ اس کا اجرا

بے فوج دشوار اور فوج رکھنے کو خزانہ درکار۔

'غزال' سے مراد آفتاب کہ عربی میں اسے غزالہ کہتے ہیں۔جس طرح آفتاب کا نور دم

کے دم میں شرق سے غرب تک پھیل جاتا ہے یوہیں اسلامی عدل نے آناً فاناً جہاں کو منور کر

دیا۔کبھی تخت بادشہی پر زمانہ سلاطین عادل میں، کبھی گلیوں میں'پامال' عہد شاہان جابر میں'زمین

وجبال' سب اسی سے حصہ لیتے ہیں ہر جگہ جاری ہوتا ہے۔اس کا آخر لام اور اول وآخر سے باقی

حروف دال ہونا تو ظاہر اور اس کا 'اول لام' یوں ہے کہ لام کے عدد سی ۳۰ اور سی کے عدد ستر اور ستر

حرف 'ع' حل کرنے والے کا 'مثل محال'۔اس لئے کہ اسے حل نہ کریگا مگر سنی اور سنی کا مثل قطعاً

محال ہے کہ جو عقائد باطلہ رکھتا ہو۔ظاہر ہے کہ اہل حق کا مثل نہیں ہو سکتا اور جو عقائد حق رکھتا

وہ خود سنی ہوگا نہ کہ سنی کا مثل لہٰذا اسکا مثل ممتنع ہے۔بحمدہ تعالیٰ چند منٹ میں یہ منکشف ہوا کہ

مرسل ہے۔والسلام

۱۲-شوال ۳۴ھ

......☆......

بنام مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ و کفی و سلم علی عبادہ الذین اصطفے۔ از فقیر بارگاہ قادری احمد رضا غفرلہ بجناب
فضائل انتساب، فواضل اکتساب، ذی اللطف والجاہ مولوی شاہ ابو الذکا محمد سلامت اللہ سلمہ
اللہ۔ بعد اہدائے ہدیۂ سنت ملتمس۔ مسئلہ شرعیہ فرعیہ میں اختلاف عند الانصاف مانع ائتلاف
نہیں۔ اندیشہ ہے کہ طول تحریرات طبع جناب پر زیادہ باعث حجاب اور معاذ اللہ مفضی بہ انقطاع و
جناب ہو۔ لہٰذا بکمال خلوص گزارش کہ فقیر کدہ پر تشریف لے آیئے کسی ہجوم و چپقلش کا اندیشہ نہ
فرمایئے۔ جناب کا صرف آمد و رفت ذمہ فقیر ہو۔ والا حضرت، عظیم البرکۃ، رفیع الدرجۃ، سلالۂ
دودمان عالیشان غوثیت حضرت جناب مولانا سید شاہ خواجہ احمد میاں صاحب دامت برکاتہم اور
جناب مستطاب اسد السنہ، سد الفتنہ، کنز الکرامہ، جبل الاستقامۃ جناب مولانا مولوی محمد وصی احمد
صاحب محدث سورتی دامت فیوضاہم دونوں حضرات علمائے کرام و عظمائے اسلام اور میرے
اور آپ دونوں کے احباب عظام ہیں، وللہ الحمد! ان دونوں کے مواجہ میں مکالمہ ہو۔ ولد اعز
مولوی حامد رضا خاں سلمہ الرحمٰن نے جناب کے فتوائے اولیٰ پر چون ۱۳۴ یراد کئے ہیں کہ اذانہ من
اللہ میں طبع ہوئے اور ثانیہ پر ساڑھے تین سو کہ کل بصیغۂ رجسٹری مرسل خدمت ہوئے ہیں۔
فقیر امید کرتا ہے کہ میرے آپ کے مکالمہ میں ان میں سے بہت کی حاجت نہ رہے اگر جناب
نے روش احباب پر کرم فرمایا تو بہت ایراد کہ سد تعصب کو ہیں ضروری نہ رہیں گے۔ پھر فقیر قصر
مسافت کیلئے انشاء اللہ العزیز اصول لیگا کہ ایک ایک اصل کے طے ہونا بعونہ تعالیٰ بہت فروع
طے کردے گا اور بالفرض حسب حاجت قدرے طوالت ہو تو بہ نیت تحقیق حق انشاء اللہ القدیر جو
وقت گزرے گا امید کہ ثواب ہی لکھا جائے اور یہ خاص دوستانہ مکالمہ بحول اللہ تعالیٰ انما المومنون

اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کے امتثال حکم سے میرے اور آپ کے اجر عظیم لائے۔ میں بعونہ تعالی
پاس خاطر جناب کو چند امور کا التزام کرتا ہوں (۱) کتابوں سے آپ کی اعانت کروں گا بلکہ جو
بات نکالنا چاہیئے اگر فرمایئے اس کے استخراج تا امکان مدد دونگا (۲) صبح آٹھ بجے سے دس بجے
تک مکالمہ ہوا کرے گا۔ ٹھنڈا وقت ہے اور اس بیچ میں بھی اگر کسی دن طبع گرامی تخفیف چاہے تو
فوراً فرمادیجئے بقیہ دوسرے دن پر اٹھ رہے گا (۳) مدت مکالمہ میں ہم چار شخصوں کے سوا دو ایک
ناخواندہ خادم اولاً جناب اور ہر دو حضرات موصوفین کی خدمت اور ثانیاً مجھ فقیر کے کاموں کیلئے
رہیں گے یا فقیر زادہ مولوی مصطفیٰ رضا خاں سلمہ کتابیں لا کر دینے کیلئے جو آپ یا میں طلب کروں
باقی کوئی شخص اتنی دیر تک نہ آنے پائے گا کہ شرم مجمع کسی فریق کو باعث خودداری یا ہجوم وغوغا
موجب پریشانی ذہن نہ ہو (۴) بقیہ وقت مجالست نماز و طعام و دوستانہ کلام و اذکار خیر و مذاکرات
علمیہ میں اس طرح گزریگا کہ اس میں میری طرف سے بحث دائر کا کوئی تذکرہ نہ چھڑے گا کہ
صحبت دوستانہ منغص نہ ہو۔ اور چند باتیں چاہتا ہوں کہ آغاز مکالمہ سے پہلے میں اور آپ دونوں
بالاتفاق ان پر عہد و پیمان واثق کرکے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر ان دونوں
حضرات کی شہادت سے مہر و دستخط کر دیں۔ اس کا ایک ایک پرچہ ہر وقت پیش نظر رہنے کو ہم
دونوں اور حضرتین موصوفین کے پاس رہے فمن نکث فانما نیکث علی نفسہ و من اوفی
بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ احرا عظیما (۱) سچی ایمانداری کے ساتھ محض انکشاف حق
مقصود ہوگا نہ ہار جیت (۲) ایک فریق کی جو بات اپنی نظر میں صحیح ثابت ہو جائے اس کے ماننے
میں کچھ تامل نہ ہوگا پھر اگر وہ اصل بحث کا فیصلہ ہے تو مکالمہ اسی پر طے ہو کہ فریقین اتفاق کریں
گے ورنہ اتنی بات کی صحت پر فوراً دستخط کرکے فریق کو دیدیئے جائیں گے، فریق اس پر دوستانہ
شکر کرے گا نہ کہ احتیانہ فخر (۳) مکالمہ زبان قلم سے ہوگا یا جو کچھ کہا جائے لکھ کر ہر فریق دوسرے
کو دیدے گا بلکہ پہلے لکھ کر سنائے گا اور سپرد فریق کردیگا کہ اگر خدانا خواستہ طے نہ ہوا تو اہل علم کو

پورے کلام فریقین پر نظر کا موقع ملے (۴) جب حق ایک طرف باذنہ تعالیٰ ثابت ہو جائے فریقین بہ نہایت کشادہ پیشانی اس پر مہر و دستخط کر کے بالاتفاق اسے چھاپ کر شائع کر دیں گے اور آپس میں دوستانہ معانقہ پر اس مبارک مجلس کا خاتمہ کریں گے وباللہ التوفیق! ان شرائط اربعہ میں اگر کوئی فریق کسی وقت کسی شرط سے تجاوز کرے وہ دونوں حضرات دامت فیوضہما بالاتفاق اسے اتباع شرط پر مجبور فرمائیں گے۔ اگر نہ مانے تو دونوں حضرات بلا رورعایت پوری صورت واقعہ تحریر فرما کر اپنے مہر و دستخط سے اسکے مکابرہ، اس پر بحث کا ختم ہو جانا یا آگے چلنا حسب تفصیل شرط دوم ہوگا۔ یہ فقط احتیاطاً معروض ہے ورنہ مکالمۂ محبت وانصاف وحق طلبی میں انشاء اللہ القدیر اسکی حاجت ہی نہ ہوگی۔ امید کہ طریقہ انیقہ جناب کو بھی نہایت پسند آئے گا اور فوراً بواپسی ڈاک اسکے قبول سے مسرور فرمائیں گے کہ دونوں حضرات موصوفین کو اطلاع دیکر تعین تاریخ تشریف آوری ہو، واللہ المعین۔ اپنی مہر شریف ہمراہ لائیے گا۔ اگر چہ رامپور سے تیسرے دن جواب آسکتا ہے مگر میں پانچ روز یعنی یکم رجب روز چہارشنبہ تک انتظار کروں گا۔ میں جوابی رجسٹری بھیجتا ہوں۔ جواب رجسٹری ہو یا بیرنگ اگر تاریخ گزر گئی اور جواب نہ آیا تو فقیر اتمام حجت کر چکا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا وناصرنا وما وٰنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ. آمین، آمین و الحمدللہ رب العلمین!

۲۲ر جمادی الاخرہ روز شنبہ ۳۲ ہجریہ قدسیہ

بنام جناب نور احمد صاحب فریدی حنفی چشتی غوث پور ریاست بھاولپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تین چیزیں ہیں۔توحید-وحدت-اتحاد-توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور وحدت وجود حق ہے۔قرآن عظیم و احادیث و ارشادات اکابرین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود تبلیغ خبیث کلمۂ کفر ہے۔رہا اتحاد وہ بے شک زندقۂ والحاد اور اسکا قائل ضرور کافر-اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ع

گر فرق مراتب نکند زندیق ست

حاش للہ الٰہ الٰہ اور عبد عبد ہرگز نہ عبد الٰہ ہوسکتا ہے نہ الٰہ عبد-اور وحدت وجود یہ کہ وجود واحد موجود واحد باقی سب ظلال وعکوس ہیں۔قرآن کریم میں ہے کل شیءٍ ھالك الا وجھه. صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اصدق کلمة قالها الشاعر کلمة لبيدلا کل شيءٍ ماخلاالله باطل. سب میں زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔کتب کثیرہ مفصلۂ اصابہ نیز مسند میں ہے سوادین وقارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی۔ فاشهدان الله لا شيءٍ غيره:وانك مامون على كل غائب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ موجود نہیں اور حضور جمیع غیوب پر امین ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا **اقول** یہاں فرقے تین ہیں ایک خشک اہل ظاہر کہ حق ا حقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ ومخلوق میں مشترک سمجھتے ہیں دوم اہل حق وحقیقت کہ بمعنی مذکور قائل وحدت وجود ہیں سوم اہل زندقۂ وضلالت کہ الٰہ ومخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص و شے کی الوہیت کے مقر ہیں۔ ان کے خیال واقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہونگے۔ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام مختلف اقسام واوصاف کے آئینے نصب ہیں۔آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ اس میں ایک ہی شئے کا عکس کس قدر

مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے بعض میں صورت صاف نظر آتی ہے بعض میں دھندلی۔ کسی میں سیدھی کسی میں الٹی ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما کسی میں بھونڈی۔ یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا ان میں عکس ہے خود واحد ہے۔ ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے۔ ان کے الٹے بھونڈے دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں آتا ولـلّٰـه المـثـل الاعلیٰ. اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے۔ اول ناسمجھ بچے انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسا وہ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں وہ بیٹھتا جاتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو ہیں یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم ہے یہ محکوم۔ وہ اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے یہ سب اس کے عکس ہیں۔ اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحۂ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں۔ حقیقۃً بادشاہ ہی وجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے دوم اہل نظر و عقل کامل وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد لائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کیلئے ہے۔ وجود ایک وہی ہے یہ سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی صفات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے۔ اس تجلی سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے۔ حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود و جود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی۔ یہ ناقص ہیں وہ تام، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک، یہ کوئی کمال نہیں رکھتے حیاۃ - علم - سمع - بصر - قدرت - ارادہ - کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں۔ لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔ سوم عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے اور ناسمجھ بچوں سے بھی گئے گزرے۔ انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی انکی جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب

بھی تاج جیسا اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی۔انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دیکر بکا
شروع کیا کہ یہ سب کے سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص و نقصان ا
اہل کے باعث ان میں تھے خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز محتاج
الٹے بھونڈے بدنما دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے تعلیٰ اللہ عما یقول
الظلمون علواً کبیرا۔ انسان اپنا عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے
پاک۔ وہاں جسے آئینہ کہے وہ خود بھی ایک ظل ہے پھر آئینہ میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس
پڑتا ہے جس میں انسان کے صفات مثل کلام و سمع و بصر و علم و ارادہ و حیات و قدرت سے اصلا نام
بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کی تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات
کا بھی پرتو ڈالا۔ یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں او
جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آن - ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں، حقیقی ذاتی کہ متجلی کیلئے خاص ہے اور ظلی
عطائی کہ ظلال کیلئے ہے اور حاشا یہ تقسیم اشتراک معنے نہیں بلکہ محض موافقت فی اللفظ یہ ہے حق
حقیقت و عین معرفت وللہ الحمد الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لو لا ان
ھدانا اللہ لقد جائت رسل ربنا بالحق صلی اللہ تعالیٰ علیھم و علیٰ سیدھم و بارک
وسلم۔ سماع مجرد کہ جملہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بلا شبہ اہل کو مباح بلکہ مستحب ہے اسپر انکا
ستر صدیقوں پر انکار ہے اور معاذ اللہ صدیقین کی تکفیر کرنے والا خود کفر اخبث کا سزاوار ہے۔ اس
کی تفصیل فتاوائے فقیر خصوصاً رسالہ اجل التحبیر میں ہے ہاں مزامیر شرعاً ناجائز ہیں۔ حضرت
سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوائد الفواد شریف میں فرمایا
(مزامیر حرام ست) اور اہل اللہ کسی معصیت الٰہی کے اہل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

......☆......

بنام جناب سردار مجیب الرحمٰن خانصاحب لکھیم پور

جناب گرامی دام مجدکم السامی- علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زلزلہ کا سبب مذکور زبان زدعوام محض بے اصل ہے اور اسپر وہ اعتراض نظر بظاہر اسباب صحیح وصواب۔ اگرچہ اس سے جواب ممکن تھا کہ ہمارے نزدیک جزاور انکا اتصال محال۔ صدرا وغیرہ میں کاسہ لیسان فلاسفہ نے جس قدر دلائل ابطال جزولا یتجزی پر لکھے ہیں کسی سے ابطال نفس جز نہیں ہوتا۔ ہاں دو جز کا اتصال محال نکلتا ہے۔ یہ ہمارے قول کے منافی نہ جسم کے اتصال حسی کا نام دیوار جسم وحدانی سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ اجسام متفرقہ ہے۔ جسم انسان میں لاکھوں مسام سبحت افتراق ہیں اور ظاہر اتصال خوردبین سے دیکھا جاتا ہے کہ نظر جسے متصل گمان کرتی تھی کس قدر منفصل ہے۔ پھران شیشوں کی اختلاف قوت بتارہی ہے کہ مسام کی باریکی کسی حد پر محدود نہیں ٹھہراسکتے۔ جو شیشہ ہمارے پاس اقوی ہو اور اس سے بعض اجسام مثل آہن وغیرہ میں مسام اصلا نظر نہ آئیں ممکن کہ اس سے زیادہ قوت والا شیشہ انہیں دکھادے معہذا نظر آنے کیلئے وہ خط شعاعی ہیں کہ بصر سے نکلے۔ زاویہ ہونا ضرور جب شے غایت صغر پر پہنچتی ہے دونوں خط باہم منطبق مظنون ہوکر زاویہ رویت معدوم ہو جاتا اور شی نظر نہیں آتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ کواکب ثابتہ کیلئے اختلاف منظر نہیں کہ بوجہ کثرت بعد وہاں نصف قطر زمین یعنی تقریباً چار ہزار میل کے طول وامتداد کی اصلا قدر نہ رہی، دونوں خط کے مرکز ارض ومقام ناظر سے نکلے باہم ایک دوسرے پر منطبق معلوم ہوتے ہیں۔ زاویہ نظر باقی نہیں رہتا تو مسام کا اس باریکی تک پہنچنا کچھ دشوار نہیں بلکہ ضرور ہے کہ کوئی قوی سے قوی خوردبین انہیں امتیاز نہ کرسکے اور سطح بظاہر متصل محسوس ہو اور جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہنچنا اور بعض کو نہ پہنچنا مستعبد نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۂ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کیلئے ارادۂ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس۔ سواران دریا نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایام طوفان

میں جو بلاد شمالیہ میں ابی تحویل سرطان یعنی جون جولائی اور بلاد جنوبیہ میں حوالی تحویلی جدی یعنی دسمبر جنوری ہے ایک جہاز ادھر سے جاتا ہے اور دوسرا اُدھر سے آ رہا ہے دونوں مقابل ہو کر گزرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال و اطمینان۔ حالانکہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت ایک پانی ایک ہوا اور اس قدر مختلف تو بات وہی ہے کہ ماشاء اللہ کان و ما لم یشاء لم یکن. جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مگر اس جواب کی حاجت ہم کو اس وقت ہو کہ وہ بیان عوام شرع سے ثابت ہو۔ اسکے قریب قریب ثبوت صرف ابتدائے آفرینش زمین کے وقت ہے جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے۔ عبد الرزاق و فریابی و سعید بن منصور اپنی اپنی سنن اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر رو ابن مردویہ و ابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابوالشیخ کتاب العظمہ اور حاکم بافادہ تصحیح صحیح مستدرک اور بیہقی کتاب الاسما اور خطیب تاریخ بغداد اور ضیاء مقدمی صحیح مختارہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی قال ان اول شئ خلق اللہ القلم و کان عرشه علی الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منه السموات ثم خلق النون فبسطت الارض علی ظهر النون فاما ضطرب النون فما دت الارض فاثبت بالجبال. سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا بخارات اٹھے انسے آسمان جدا جدا بنائے گئے پھر اللہ عزوجل نے مچھلی پیدا کی اسپر زمین بچھائی زمین پشت ماہی پر ہے مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی اسپر پہاڑ جما کر بوجھل کر دی گئی کما قال تعالیٰ والجبال اوتاداً وقال تعالیٰ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم. مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا اسکا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی فاصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے

ہاتھوں کی کمائیونکا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔وجہ وقوع کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے کوئی جگہ نہیں جہاں اسکے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں ۔جس طرح پیڑ کی جڑ بالائی زمین میں تھوڑی سی ہوتی ہے اور اس کے ریشہ زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اسکے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اسکے ریشے گھیریں گے۔ جب قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اسکے ریشے تمام زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں اور کہیں اوپر ظاہر ہوکر پہاڑیاں ہوگئیں کہیں سطح تک آکر تھم رہے جیسے زمین سنگلاخ کہیں زمین کے اندر ہیں قریب یا بعید ایسے کہ پانی کے چوان سے بھی بہت نیچے ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں **سهل** کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر قاف کے رگ وریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں جس جگہ زلزلہ کیلئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے والعياذ برحمته ثم برحمته ورسوله جل و علا وصلى الله تعالىٰ عليه وسلم. قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے صرف وہیں زلزلہ آئیگا جہاں کے ریشہ کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے مجازی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ محض صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے درودیوار جھونکے لیتے ہیں اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا عنف حرکت سے مادہ کبرہی مشتعل ہوکر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ! زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ بھی ہے جنبش کے سبب منافذ زمین متسع ہوکر وہ بارودخاں نکلتے ہیں۔طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ انکا خروج بھی سبب زلزلہ کا سبب ہے۔امام

ابوبکر کتاب العقوبات اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے روای قال خلق الله جبلا یقال له ق محیط بالعلم لعالم وعروقه الی الصخ
التی علیهما الارض فاذا راد الله ان بزلزل قریة امر ذلك الجبل فحرك العرق
یلے تلك القریة فزلزلها ویحر کهانمن ثمه تحرك القریة دون القریة۔ اللہ عزوجل
ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اسکے ریشہ اس چٹان تک
ہیں جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے جگہ کے متصل ریشے کو
وجنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف-دید کہ راکز زمرد بود صاف
گرد عالم حلقہ کردہ اومحیط-ماندہ حیراں اندران خلق بسیط
گفت تو کو ہے دگر باچیستند -کہ بہ پیش عظم تو بازیستند
گفت رگہائے فتد آہ کو بہا-مثل من بنوند درفرد ہا
من بہر شہرے رگے دادم نہان-برعروقم بستہ اطراف جہاں
حق چو خواہدزلزلہ شہرے مرا-امر فرماید کہ جنبان عرق را

....

نزد آنکس کہ نداند غفلش ایں-زلزلہ بست از بخارات زیں

....

مور کے برکا غذے دیداوقلم-گفت باموردگرایں رازہم

....

گفت آں مور سوم آں بازوست-کا صبع لاغرزورش نقش بست

....

صورت آمد چوں لباس وچوں عصا - جز بفعل وجاں مجید نقشہا

بحر العلوم قدس سرہ فرماتے ہیں ایں دوست بر فلاسفہ کہ می گویند بخارات درزمیں محبوس شوند بالطبع میل خروج کنند واز مصادمت ایں ابخرہ تفرق اتصال اجزاے زمین می شود و زمین درحرکت می آید وایں ہست زلزلہ۔ پس مولوی قدس سرہ رد ایں قول می فرمایند کہ قیام زمین از کوہہات ورنہ درحرکت می ماند ہمیشہ۔ پس آں کوہ جنبش میدہد زمین را بامر اللہ تعالیٰ۔

چیونٹیوں کی حکایت سے بھی ان سفہا کی تنگ نظری کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس طرح قلم کی حرکت انگلیوں سے، انگلیوں کی قوت بازو سے، بازو کی طاقت جان سے تو نقش کہ قلم سے بنتے ہیں جان بناتی ہے مگر احمق چیونٹیاں اپنی اپنی رسائی کے موافق ان کا فاعل قلم انگلیوں بازو کو سمجھیں۔ یو ہیں ارادۃ اللہ سے کوہ قاف کی تحریک ہے۔ اس کی تحریک سے بخارات کا نکلنا زمین کا ہلنا ہے۔ یہ احمق چیونٹیاں جنہیں فلسفی یا طبعی والے کہیے صدمۂ بخارات کو سبب زلزلہ سمجھ لیے بلکہ نظر کیجئے تو یہ ان چیونٹیوں سے زیادہ کودن و بد عقل ہیں۔ انہوں نے سبب ظاہری کو سبب سمجھا، انہوں نے سبب کے دو سببوں سے ایک کو دوسرے کا سبب ٹھہرالیا و باللہ العصمة والسلام۔

......☆......

جناب مولوی حکیم عبد القیوم بدایونی کے نام

جناب مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب بدایونی مرحوم۔ نے شعر ذیل کا مطلب دریافت فرمایا

پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت...... آفریں برنظر پاک خطاپوشش باد

جواب میں یہ مکتوب گرامی مرسل ہوا

مولٰینا سلمہ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ

الحمد اللہ معنی واضح ہیں کہ فوراً باستماع شعر برکات حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلب فقیر پر فائض ہوئے۔ یہ اس مرید سعید خداترس رشید کا بیان حال ہے، جس پر خوف الٰہی نے بشدت تمام اسیلائے تام کیا۔ قریب تھا کہ روح تن سے پرواز کر جائے یا جانب رضا یکسر اضمحلال پائے۔ شیخ ناصح طبیب قلب نے جب یہ حالت ملاحظہ کی تذکیر وسعت رحمت ونصوص رجاء مغفرت سے معالجہ فرمایا مگر خوف نہ اس حد پر تھا کہ سکون پاتا۔ ناچار آخر الدواء مالکی سرقدر سے استعانت کی کہ یہ جو کچھ گناہ ذنوب خطایا تجھ سے سرزد ہوئے کیا تیری قدرت وارادہ سے واقع ہوئے قلم تقدیر یوہیں جاری ہوا اوران سب کا خالق رب جل وعلا۔ قلم صنع سے جو کچھ صادر ہو خطا نہیں ہوسکتا عین صواب ہے۔ کیا اپنے رب کی خلق وقضا پر معترض ہوتا ہے؟ یہ مرہم کارگر ہوا اور زخم جگر نے اندمال پایا مرید سعید ہوش میں آیا، اب کہ عقل کی طرف رجوع لایا۔ کہتا ہے حضرت مرشد نے یوں میری تسکین فرمائی کہ تیرے افعال سب خلق الٰہی وارادۂ الٰہی سے ہیں اور قلم صنع میں خطا کو جگہ نہیں یوں میری خطائیں میری نظر سے گرائیں ع آفریں برنظر پاک خطاپوشش باد۔ یہ جلیل معنی ایسے نہ تھے کہ فوراً شعر سنتے ہی فقیر کا ذہن قاصر انکی طرف منتقل ہو جاتا مگر فتوحات مکیہ شریف کی برکات مطالعہ نے القائے فیض فرمایا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بندہ جب اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اور اس وقت اپنے افعال پر سخت شرمندہ ونادم۔ رب عزوجل بکمال رافت اسکی دفع خجلت ورفع ندامت کیلئے فرمائے گا کیا میں نے یہ افعال تجھ پر مقدر نہ کئے تھے یہ تو میری قضاء تقدیر میرے ارادہ سے واقع ہوئے تو کیوں نادم ہوتا ہے؟ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس دن یہ الہام مجھ پر القا ہوا تمام دن مجھے وہ فرحت رہی کہ حد بیان سے باہر۔

خط مولوی محمد کرامت اللہ صاحب فاضل دہلوی

مولانا کرامت اللہ صاحب نے الاستمداد نامی ایک کتاب لکھی تھی۔اس بارے میں اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل خط مولانا موصوف کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بگرامی ملاحظہ فاضل دہلوی جناب مولوی محمد کرامت اللہ خانصاحب اکرمہ اللہ بکرمتہ اللہ۔

بعد بلاغ تحیہ سعیہ ملتمس رسالہ کرامت امداد مکرمی مولوی نسیم احمد صاحب نے بغرض تقریظ عنایت فرمایا دردسر تھا اسی حالت میں اول تا آخر مطالعہ کیا ماشاءاللہ اکثر جگہ بہت کافی بیان پایا مگر بعض مواضع نظر فقیر میں ایسے معلوم ہوئے جن پر مخالفین کو محل کلام یا سخت اعتراض کی گنجائش ہو از انجا کہ جناب کو حال فقیر پر عنایت ہے اور دین یہی خیر خواہی و نصیحت ہے ان کی گزارش کی جرأت ہے اور کوئی ہوتا جس سے بجائے قبول حستم و ملال ماموں ہوتا تو کیا حاجت تھی مگر جناب کی محبت سے امید واثق کہ اس عرض کو ضرور محض خیر خواہی و دوستی للہی پر معمول فرمائیں گے۔قبل اسکے کہ رسالہ مخالفوں کے ہاتھ میں پہنچے اور وہ معترض ہوں باہم صاف کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ان میں بعض امور چنداں غیر ضرور مثلاً (۱) ص ۳۴ یہ صحابی فرماتے ہیں جرب ذلک۔گمان فقیر میں یہ قول صحابی نہیں (۲) ص ۳۵ علی قاری حرز وصین میں فرماتے ہیں مراد بہ عباد اللہ یار جال الغیب اندالخ حرز وصین علی قاری کی نہیں (۳) ص ۶ عبارت مظہری تواتر عن کثیر من الاکابر انہم ینصرون کا ترجمہ تواتر ہے۔بڑے بڑے فضلا فرماتے ہیں کہ اولیا مدد کرتے ہیں۔ خیال فقیر میں نہم کی ضمیر اکابر ہی کی طرف ہے اور ان سے اولیاء مراد (۴) ص ۸ عبارت حجۃ البالغہ ربما اشتقاق بعضهم الی صور جدیة اشتهاء شدید انا شاعن جبلة فقرع ذلك بابا من المثال. کا ترجمہ کبھی کوئی بہت چاہتا ہے صورت جسمیہ پکڑنے کو بلحاظ اصل

خلقت کے جس سے اس کا تمثال ہوتا ہے زعم فقیر میں ٹھیک نہ ہو (۵) ص ۷ پر عبارت مکتوبات سے استدلال بہت سست ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ ارواح اولیاء کو قدرت تشکل ہے۔ وہ ایک آن میں متعدد جگہ ہو کر متباین افعال کرتے ہیں۔ اس میں امداد کا ذکر نہیں نہ افعال امداد میں منحصر کسی کی مدد کر رہے ہیں، کشتی کو سہارا لگا رہے ہیں۔ ترجمہ میں ہے اصل میں نہیں اور اطلاق افعال سے استدلال نہیں ہوسکتا کہ مطلق و عام میں فرق عظیم ہے اور صدق موجبہ کو بعض افعال کافی (٦) مفتی مخطی کا مظاہر کو مطلقاً اڑا دینا یا عموماً حجاب ظلمانی جیسا کہ ص ۱۴ ر پر فرمایا اسکے کلام منقول ص ۱۳ سے فقیر کے خیال میں نہ آیا وہ مظاہر کو تو یقیناً مان رہا ہے اور اسے بردہ ظلمانی اپنے مخالفوں پر بتاتا ہے نہ سب پر۔ بہر حال اس میں اسے تاویل کی بہت گنجائش ہے تو ص ۱۴ ر پر یہ حکم کہ مظہر کو مطلق اڑا کر کفر کے گڑھے میں گرا بہت محل نظر ہے مگر ان مسامحتوں سے اصل مذہب کو ضرر نہیں (۷) انہیں کے قریب ہے اگر چہ مع زیادہ ص ۸ پر فرمایا اکثر تو تم مانعین میں اس علم یعنی تصوف سے کورے صوفیہ کرام سے ناواقف وہ تو بیچارے معذور ہیں یوں تو سارے وہابیہ معذور ہو گئے۔ شیخ محقق کو ترجمہ مشکوۃ میں دیکھئے کہ انہیں احوال اولیاء کرام سے غافل و بے شعور بتا کر منکر متعصب ہی فرمایا (۸) اسی کی مثل ہے چاروں وہابیہ مصدقین فتوائے مخطی کو ص ۱۴ ر پر فرمانا کہ مناسب یہ ہے کہ اس مفتی کی معیت چھوڑ دیں چاہیں اپنا مسلک نہ چھوڑیں۔ شرعاً ایک قبیح پہلو رکھتی ہے۔ اسی قسم کی دو گزارشیں اور ہیں کہ سلسلۂ بیان کے سبب قسم آئندہ میں عرض ہوں گی۔ ان سب سے قطع نظر کے بعد بعض وہ مواقع ہیں جس سے مذہب و اہل مذہب کو ضرر پہنچے گا یا پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے البتہ ان پر توجہ مبذول فرمانا نہایت ضرور ہے مثلاً (۱) ص ۷ س ۳ یہ مسئلہ اختلافیہ ہے۔ جملہ اہل کشف و بعض فقہاء قائل استمداد ہیں اور اکثر فقہا منکر یہ مخالف کے کس قدر بغلیں بجانے کا موقع ہے وہ کہہ دیگا کہ فقہ کے مقابل کشف حجت نہیں نہ اکثر کے خلاف بعض پر اعتماد۔ شرنبلالیہ و عقود دریہ و ردالمحتار و غیرہا میں ہر العمل بما علیہ الاکثر، جناب کی اس نقل کا ماخذ

کلام شیخ قدس سرہ ہے مگر فقیر کی یاد میں شیخ نے کہیں اکثر فقہاء نہ فرمایا۔ باب زیارۃ القبور میں بسیار ہے از فقہاء لکھا اور کتاب الجہاد باب حکم الاساری میں اما استمداد باہل قبور منکر شدہ اندانرا بعض فقہا پھر اسکا رد بلیغ فرمایا کثیر سے اکثر ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ہند میں وہابیہ کثیر ہیں مگر بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت کے مقابل قلیل ذلیل۔

(۲) یہ بعض بسیارے ہوں یا اور کے ائمہ و مشائخ مذہب سے نہیں بلکہ قریب زمانے کے بعض ٹھیٹ متقشف فقیہان سرد کہ شیخ خود فرماتے ہیں کلام دریں مقام بعد تطویل کشید بزعم منکراں کہ درقرب ایں زمان فرقۂ پیدا شدہ اند کہ منکر ندا استمداد و استعانت را از اولیا کہ نقل کردہ شدہ اند بدار بقالہ۔ تو ایسی جگہ سب کو اختلافیہ کہنا غلط ہونے کے علاوہ مضر مذہب ہے۔ وہابیہ کہیں گے ہمارا قول بھی تمہارے ہی اقرار سے مسلک اہلسنت ہے تو یہ اختلاف اختلاف رحمت ہے۔ ص ۲۴ پر بھی فرمایا تھا خلاصۂ اختلاف یہ کہ بعض کہتے ہیں استمداد بغیر اللہ مطلقاً حرام بعض کہتے ہیں ہزارہا مقام پر درست! وہاں تاویل ممکن تھی کہ بعض اول سے وہابیہ اور دوم سے اہلسنت مراد ہیں مگر ص ۳۷ نے گنجائش نہ رکھی۔

(۳) پھر ان منکروں کا خلاف بھی صرف اہل قبور میں تھا اور وہ بھی غیر انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا میں۔ شیخ نے جنائز میں فرمایا اما استمداد باهل قبور در غیر نبی ﷺ یا غیر انبیاء علیهم الصلاة والسلام منکر شده اندانرا بسیارے از فقهاء. جہاد میں فرمایا باید دانست کہ خلاف در غیر انبیاء ست صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی و دنیاوی باتفاق جنائز و جہاد۔ دونوں میں اہل قبور کی قید ملاحظہ فرما چکے اور جہاد میں فرمایا توسل از صالحان درحیات مستحسن ست باتفاق مگر جناب جس سوال پر کلام فرما رہے ہیں اس میں اطلاق ہے اور خود جناب نے ص ۱۷ پر کلام مثنوی در پناہ نام احمد مستجیر: نور احمد ناصر اند یار شد، ص ۲۱ پر عبارت جوہر منظم الاستغاثہ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ نیز ص ۲۳ کے اشعار ص ۴۴ یہ وغیرہا سے استناد فرما کر

(۸) اسمٰعیل بالائے طاق یہ علت اطلاق ان فقیہان متقشف میں بھی ہے وہ بھی استمداد کو صرف منع نہ کرتے بلکہ شرک وکفر کہتے۔ شیخ محقق ان کے حال میں فرماتے ہیں متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا وعبدہ اصنام می دانند۔ اور جناب نے اس اختلاف کو اس مسئلہ مطلقہ میں نقل کیا اور منکروں کو اکثر فقہا کہا تو حاصل یہ ٹھہریگا کہ صوفیہ کرام وبعض فقہا مسلمان ہیں اور جمہور فقہا یقینی کفار۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ وہ نہ اکثر میں نہ فقہا نہ کافر ان کو فقہاء کہنا ایسا تھا جیسے آج کل من وتو زید وعمر کو کہا جاتا ہے۔ شیخ قدس سرہ نے اپنی مراد اپنی نص صریح سے واضح فرمادی۔ بیان جنائز کو بیان جہاد پر محول کیا اور بیان جہاد کے آخر میں فرمادیا برزعم منکران کہ درقرب ایں زمان الخ یہ دونوں گزارشیں قسم اول سے تھیں جسے مذہب پر چنداں ضرر نہیں۔ سلسلہ سخن کے سبب یہاں معروض ہوئیں۔

(۹) دیوبندی نے جو گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب۔ گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

جناب نے اس کی نسبت فرمایا: ص ۲۲ ہم تو اس بارے میں مولوی صاحب (دیوبندی) کے مداح ہیں اور شعر کے معنی صوفیہ کرام کے مسلک کے موافق ہیں۔

(۱۰) نیز یہیں گنگوہی کو مولانا لکھا۔

(۱۱) ص ۳۲ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۲) یہیں شخص مذکور کی نسبت مولانا مرحوم یہ سب الفاظ اس سے ذہول پر مبنی ہو سکتے ہیں کہ گنگوہی نے ابلیس کی وسعت علم نص قطعی سے ثابت مانی اور حضور اقدس ﷺ کی نسب لکھا فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص ہے اور حضور کی وسعت علم ماننے کو لکھا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ نہ خود ابلیس کو شریک خدا مانا اور مصطفی ﷺ کیلئے وسعت علم ماننے والے کو مشرک بے ایمان جانا۔ اللہ عزوجل کی نسبت لکھا وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے جو اسے بالفعل جھوٹا

کہے وہ فاسق بھی نہیں یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ نانوتوی نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ماننا مخیلات عوام سے ٹھہرایا اور حضور اقدس ﷺ کے زمانہ انور میں بلکہ بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی ہوتو اسے مخل ختم نبوت نہ جانا۔ غالباً حسام الحرمین اور اس پر تقریظات و تقریرات علماء کرام حرمین محترمین ملاحظہ سامی سے گزری ہوں اور ایسی جگہ مولانا و مرحوم ورحمۃ اللہ علیہ کے احکام جو احادیث وحلیہ و عالمگیریہ و ردالمحتار وغیرہا میں مذکور نظر گرامی سے مخفی نہ ہوں وباللہ التوفیق۔ یہ بیس مواضع ہیں ان میں سے دس کے معتر مذہب نہیں ان سے اغماض فرمایا جائے تو باقی دس کی اصلاح اہم ضروریات سے ہے۔ یہ دس صرف چار صفحوں میں آئے ہیں ۲و۲۲ و۳۲و۳۷ ان چار کی تبدیل ضرور ہے، اس کیلئے جناب کو صرف دو کاپیاں لکھوانی ہوں گی کہ ان کے ساتھ صفحہ ا و۲۱ و۳۱ و۳۸ ضرورۃً لکھوانے ہوں گے۔ یہ چار ورق بعد اصلاح ضروری چھپ کر ایک ایک تراش کر چار قدیم کو رسالہ سے کاٹ کر ان کی جگہ رکھ کر سلائی کر دینی ہوگی پھر ان چار کے تمام پرچے مطبع سے لیکر اپنی نظر کے سامنے تلف فرما دیجئے کہ کسی مخالف کے ہاتھ نہ لگیں۔ دو کاپیاں چھپوانا کوئی ایسی سخت دقت نہیں جس سے بچنے کو وہ عظیم ہائل اعتراضات مخالفوں کی طرف سے پڑنا قبول فرمایا جائے۔ یہ گزارش فقیر کہ محض خیر خواہی پر مبنی ہے اگر پسند خاطر گرامی آئے تو رسالہ کا ایک نسخہ ارسال فرما دیں۔ فقیر اس کے چاروں صفحات مذکورہ پر عبارت بنا کر حاضر کرے وباللہ التوفیق! اور اگر منظور نہ فرمائیں تو میری اس جرأت کو معاف فرمائیں۔ میرا اس سے مقصود فقط اللہ ہے وبس اور اسی کے لئے جناب کی خیر خواہی نہ کہ معاذ اللہ اپنا ترفع یا جناب پر اعتراض۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ والسلام خیر ختام بمولوی نسیم احمد صاحب سلام سنت۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بریلی ۲۲ / جمادی الاولیٰ ۳۰ھ

صاف بتا دیا کہ یہاں کلام مطلق ہے تو اس خلاف مخصوص کو اس حکم شامل کی طرف نقل کرنا اور
خاص بعض صور میں بعض کے خلاف سے مطلق استمداد کو مسئلہ اختلافیہ ٹھہرا دینا غلط ہونے کے
علاوہ کس مذہب کیلئے وجہ اضرار ہوگا۔

(۴) اسی صفحہ ۳۷ پر اسے نزاع لفظی ٹھہرانا ان ضرروں کا علاج نہ ہو سکے گا نہ وہ نزاع لفظی
ہے۔ اولاً شیخ نے منکروں کو نو پیدا اور متعصب اور اولیا سے بے اعتقاد اور ان کے مدارج سے بے
شعور اور انکے ارشادات سے نامرجو الانتفاع بتایا اور انکے اس حال قبیح سے عافیت مانگی۔ وہ اگر
اعانت حقیقی بالذات کے منکر ہوتے قطعاً حق تھے اور ان الفاظ کے اصلاً نا مستحق۔ ثانیاً انبیاء ثالثاً
احیا میں اتفاق ناممکن تھا کہ بالذات ہر غیر خدا سے قطعاً منفی۔

(۵) یہ تو جب کہ نزاع تھی ص ۲ پر جو نزاع حال کو اسی لفظی کی طرف ڈھالنے کو فرمایا اور اسے فیصلہ
بتایا یہ کیونکر راست آیا۔ منکران زمانہ کا امام تقویت الایمان میں صاف لکھ چکا کہ پھر خواہ یوں سمجھے
کہ ان کاموں کی طاقت خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح
شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ تقریر جو جناب نے مجازی کی لکھی کہ ص ۳ رانکو مظہر عون الٰہی جان کر توجہ
الی اللہ کہے اور اس مدد کو خداوند تعالیٰ ہی کی مدد جانے (الی قولکم) اہل استمداد سے پوچھو تم جو
اللہ سے استعانت کرتے ہو آیا ان کو خدا جانتے ہو یا خدا کا ہمسر یا اللہ کے مقبول بندے اسکی
سرکار میں عزت و وجاہت والے اسکے حکم سے اسکی نعمتیں بانٹنے والے۔ دیکھو تم کو کیا جواب ملتا
ہے؟ اس نے بعینہ نقل کر کے کلام کفار ٹھہرا دی۔ شروع کتاب میں کہا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو
شرک نہیں کرتے جب شرک ہوتا کہ ہم انبیاء و اولیا کو اللہ کے برابر سمجھتے بلکہ ہم انکو اللہ ہی کا بندہ
جانتے ہیں یہ قدرت تصرف کی اسی نے بخشی ہے ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی۔ وہ اللہ
کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں پیغمبر خدا کے سامنے بھی
کافران یہی باتیں بکتے تھے۔ کہیئے پھر نزع لفظی کہاں۔

(۶) اسی ص ۳ پر جناب نے اس کہنے کو پسند فرمایا کہ..... فرماتے ہیں درست اور جسطرح جہلا کرتے ہیں ممنوع ۔ ایسی مجمل پسند بھی وہابیہ ہی کو مدد دیگی اور عوام اہلسنت کو پریشان اور ان پر وہابیہ کی گردنیں دراز کریں گے کہ دیکھو تمہارے علماء بھی تمہاری استعانت کو ناجائز بتاتے ہیں حالانکہ عوام بیچارے بھی مظہر و وسیلہ ہی جانتے ہیں جیسا کہ خود جناب نے ص ۳ اور ص ۲۲ پر تصریح اور صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر امام سبکی و امام ابن حجر سے نقل کی پھر کیوں ممنوع ہوگی؟ عوارج خارجیہ کا نہ یہاں ذکر نہ وہ داخل استعانت نہ بہت عوام میں متحقق ۔

(۷) مفتی مخطی اور اسکے موافقین پر جناب نے کفر قطعی کا حکم فرمایا کہ ص ۱۱ وہ کہتا ہے استمداد اولیا سے مطلق شرک اور کفر اور حرام ہے ۔ منکر و غور کرو یہ تمہارا فتویٰ کس کس پر جاری ہوگا ۔ تمہارے نزدیک جملہ اہل استمداد کافر ہو گئے مگر یہ اکابر تو کافر نہ ہونگے تم یقینی کافر ہو گئے ۔ ص ۳ اپنے او پر یقینی کفر لے لیا مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایضاً کہنے والا یقینی کافر ہو جائے گا قطع نظر اس سے کہ مخطی نے شرک خفی کہہ کر بچاؤ کی گلی رکھ لی ۔ ہر شرک خفی کو کفر کیا مطلقاً حرام بھی نہیں کہہ سکتے ۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں

دریں نوعی از شرک پوشیدہ است ☆ کہ زیدم ساز رد و عمرم نجست؟

حالانکہ ایسے محاورے تمام سلف و خلف و انبیاء وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام میں شائع ہیں ۔ خود قرآن عظیم میں ہے والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم. عمرو نے جو مطلق استمداد کو حرام و شرک کہا اور مخطی نے اس کے قول پر توحید ساذج ٹپکتی بتائی اس میں وہ یہ بات بنالے گا کہ غیر توحید ساذج سے ناشی ہے اگر چہ حکم کفر میں اس نے تعدی کی تو مخطی پر کفر یقینی کے حکم میں دقت ہوگی ۔ یہ بھی سہی تو اسمٰعیل دہلوی مطلقاً شرک ہونے کی تصریح کر چکا کما تقدم کیا اس پر یقینی کافر کا حکم لگائے گا اور اگر نہیں تو مخالف کو موقع ملے گا کہ شریعت کیا تمہارے گھر کی ہے جس کو چاہا کافر کہہ دیا جس کو چاہا بچا دیا ۔

بنام قاضی غلام یٰسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرّم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- لطف نامہ تشریف لایا ممنون یادآوری فرمایا۔ مولانا زمانہ غربت اسلام ہے۔ بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بدا فطوبیٰ للغربا۔ غربت کیلئے کس مپرسی لازم ہے۔ سنیوں میں عوام کی توجہ لہو ولعب و ہزل کی طرف ہے اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت میں کمر بستہ ہیں مال سے، اعمال سے، اقوال سے، سنیوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت کا ہے انکو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دیں اسکے خون کے پیاسے ہوں۔ اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے۔ ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم ﷺ کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو منہ بھر کر گالیاں دینے والے لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالت ایمان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون! ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ قرآن عظیم بھی نامہذب ہے فلا تطع کل حلاف مہین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم یا یھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم یا یھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ ودوالو تدھن فیدھنون ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ تقربوا الیٰ للہ۔ ببغض اہل المعاصی والقوہم بوجوہ مکفرۃ۔ بات یہ ہے کہ اللہ ورسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہوگئی ہے، ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اس وقت اخوت واتحاد کا سبق یاد رہے۔ اللہ ورسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان

ے دل پر میل بھی نہیں آتا وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو
فیق خیر عطا فرمائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون. مہرانور جسکا ترجمہ ہے وہ
ہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا۔ فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح
ں قاری و بحر العلوم وابوالمنتہی وغیرہم نے کی۔ فقیر کی چار سو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع
ہوئیں ان میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالیٰ پورا کرنے والے ہیں جس کی طرف
پ نے اشارہ کیا۔ طبع فتاویٰ کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ پھر شروع ہوا ہے تو حسبنا اللہ ونعم
و کیل. تار خبر پر افطار حرام محض ہے افطار بالتحری تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال۔ یہاں تو
ارشاد ہے کہ صوموا الرویة وافطر والرویة اور صاف ارشاد ہے کہ ان اللہ مدہ للرویۃ۔ آجتک
مام جہاں میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ نہ رویت ہو نہ شہادت تحری کر لیں جاء واحد من خارج
مصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔ اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں خیر کوئی بھی ہوں مگر
تار پر افطار کا حکم افتراع فی الدین ہے۔ مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتویٰ میرا اس بارہ میں طبع ہوا
تھا ایک ہی نسخہ اسکا باقی ہے حاضر کرتا ہوں۔ رسید و خیریت سے مطلع فرمائیے والسلام۔

......☆......

خط بنام جناب سیٹھ حاجی عمر آدم جی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

گرامی برادران اہلسنت جناب سیٹھ حاجی عمر آدم جی و حاجی یوسف بہیا جی و حاجی احمد جیا و طیب حاجی امین و جمال عمر ہود و سیف اللہ میاں حسین میاں صاحبان و جماعت اہلسنت جیت پور سلکم اللہ تعالیٰ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری آئی۔ یہ فقیر آپ سب حضرات اور تمام جماعت اہلسنت کیلئے پانچوں وقت کی نماز اور وظائف میں ہمیشہ دعائے خیر و برکت وسلامت و عفو و عافیت کرتا ہے اور آپ سب بھائیوں سے اپنے لئے طالب دعا ہے۔ پانچ وقت یاد نہ کرسکیں تو صبح شام دو ہی وقت دعا میں یاد فرمالیا کریں کہ میں سنی بھائیوں کی دعا کا بہت حاجتمند ہوں۔ یہ جو تین مسائل پر اب غوغا ہونا آپ نے تحریر فرمایا ہے اور یہ کہ لوگ برا کہتے ہیں ہم سب چپ سن لیتے ہیں، آپ بہت اچھا کرتے ہیں، برا کہنے کے جواب میں چپ رہنا ہی چاہئے۔ برا کہنے والے دو قسم ہیں ایک تو بد مذہب بوجہ اختلاف دین برا کہتے ہیں اسکی کیا شکایت۔ وہ تو ائمہ وصحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود اللہ و رسول جل وعلا وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتے لکھتے چھاپتے ہیں۔ دوسرے سنی بھائی کہ کسی مسئلہ کی غلط فہمی یا اپنی خواہش کے خلاف ہونے یا نرے حسد کے سبب یا اسلئے کہ وہ آپ تمام برائیوں سے پاک ہیں اور انہوں نے اپنے کشف سے میری برائیوں پر اطلاع پائی ہو برا کہتے ہیں۔ الحمد اللہ کہ یہ لوگ میرے دین و مذہب کو برا نہ کہیں گے کہ مذہب تو انکا بھی وہی ہے جو میرا۔ ہاں خود مجھے برا کہیں گے تو جتنی برائیاں میں اپنے میں جانتا ہوں وہ جان بھی نہ سکیں گے۔ میں ہر شب برات کو اپنے تمام حقوق سب سنی بھائیوں کو معاف کردیا کرتا ہوں پھر شکایت کس کی کروں۔ ان صاحبوں کے برا کہنے پر آپ فقط

چپ نہ ہوں بلکہ ان کی خوشی اس میں دیکھئے کہ آپ بھی ان کے ساتھ برا کہنے میں شریک ہوں تو شوق سے شریک ہوجایا کیجئے۔ میں نے انہیں بھی معاف کیا اور آپ کو بھی معاف کیا۔ میرا کریم میرے سب گناہ معاف فرمائے اور سب سنیوں کے گناہ بخشے آمین۔

رہے تینوں مسئلے وہ صاحب میری کتابیں آنکھ کھول کر دیکھتے تو خود انکا ایمان ہی ان اعتراضوں کی اجازت نہ دیتا۔ وہ سنی مسلمان ہیں شرعی مسئلوں کے معاملہ میں کبھی ہٹ دھرمی پسند نہ کریں گے۔ بلا دیکھے سمجھے سنی سنائی فرمائی ہونگی اور اب دیکھ کر خود ہی حق سمجھ لیں گے۔ نوٹ کے مسئلہ پر یہ اعتراض کہ تیری ضرور یہ باتیں کتاب میں نہ کوئی دلیل حدیث سے ہے نہ کتاب ہے اور علماء کی مہر کیوں نہیں؟ نوٹ کو ہم لوگ کاغذ نہیں جانتے روپیہ جانتے ہیں۔

(۱) غالباً ان صاحبوں نے کفل الفقیہ عربی ملاحظہ فرمایا اور عربی سمجھتے نہ تھے۔ اس میں کاغذ پر سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آیا کفل الفقیہ مترجم اول سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں آیت بھی ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثیں بھی اور اعلیٰ درجہ کی معتمد کتابوں کی بکثرت سندیں ہیں۔

(۲) مہروں کا میں پابند نہیں صرف اپنے اماموں کا مقلد اور شرعی دلیلوں کا پابند ہوں پھر بھی اگر دیکھتے تو اسی کفل الفقیہ مترجم کے صفحہ ۱۱۲ پر اعلم علمائے رام پور حضرت مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ و عالم شاہجہانپور مولانا مولوی ریاست علی خاں صاحب وغیرہما کے دس مہر و دستخط ہیں۔

(۳) یہ تو انکھیارا دیکھ کر اور اندھا ٹٹول کر بتا سکتا ہے کہ نوٹ کاغذ ہے چاندی نہیں اور جب اللہ عزوجل نے اسے کاغذ پیدا کیا تو کسی کے سمجھ لینے سے چاندی کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسے شراب کو کوئی کہے کہ ہم اسے شراب نہیں جانتے شربت جانتے ہیں تو کیا وہ شربت ہوجائیگی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتبدیل لخلق اللہ۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی شے کی تبدیلی نہیں۔

(۴) اگر وہ انکے جاننے سے واقعی روپیہ ہو گیا تو اب روپے سے اسکا معاوضہ چاندی سے چاندی

کا بدلنا ہوگا اوراسمیں محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ہے کہ دونوں طرف وزن برابر ہونا فرض ہے تو ہزارروپیہ کے نوٹ پر دوانی چونی جتنی چڑھے اتنے ہی کو بیچنا حلال ہوگا۔ جولوگ اسے ہزارروپیہ کو بیچنالازم کرتے ہیں کمی بیشی جائز نہیں مانتے دوانی بھر چاندی کو ساڑھے بارہ سیر چاندی کے بدلے بیچنالازم کرتے ہیں یہ کیسا صریح سود ہے۔ سود کا جائز وحلال ماننا تو وہ سخت حکم رکھتا ہے اسے لازم وواجب کرنے کا کیا حال ہوگا؟

آب قلیان کا مسئلہ۔ مولوی امجد علی صاحب نے بہار شریعت میں بے ذکر سند لکھا کہ وہ کتاب ہی صرف مسائل کیلئے ہے مگر فتاوائے فقیر جلد اول ص ۴۳۴ پر تو وہ مع سند کتاب درمختار موجود ہے۔ اوراب مولوی صاحب موصوف نے اسے بہت سندوں سے مفصل لکھا ہے اوراسکی پاکی کے ثبوت کو انصاف پسند حق طلب کیلئے اتنی ہی بات کافی تھی جو مولوی خلیل صاحب نے فرمائی کہ پانی پاک تھا اوراس میں کوئی ناپاک چیز ملی نہیں پھر ناپاک کیسے ہوگیا اس میں کونسا حرف ایسا ہے جس سے کوئی حق پسند انکار کرسکتا ہے اوراسپر یہ جواب کہ پاک ہے تو پینا بھی چاہیئے بہت بے سمجھی کی بات ہے۔ پاک کیچڑ کے سنے ہوئے پاؤں دھو کر کوئی نہ پئے گا حالانکہ وہ پانی پاک ضرور ہے بلکہ وضو تھا اور دوسرے وضو کی نیت نہ کی اور کیچڑ سے پانی گاڑھا نہ پڑ گیا تو وہ پانی باجماع مذہب حنفی یقیناً قابل وضو ہے شریعت کے مقابل مسلمانوں کو ایسی بات کہنے سے خوف الٰہی چاہیئے۔ حقہ کا پانی طاہر ہونا مستند کتب حنفیہ وحدیث شریف وقرآن عظیم سے ثابت ہے۔

(۱) پانی اصل میں پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وانزلنا من السماء ماء طهورا. ہمنے آسمان سے پاک پانی اتارااور فرماتا ہے وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به. اور تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے کہ تمہیں پاک کرے۔ زمین میں جتنے پانی ہیں سب آسمان ہی سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تران الله انزل من السماء ماء فسلكه ينا[illegible] الارض. کیاتو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر اسے چشمے سوت بنا کر

زمین کے اندر چلایا۔ درمختار میں ہے ماء اودیۃ وعیون وابار دبحار الکل من السماء. رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الماء طھور پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے تو کوئی پانی بے کسی ناپاک چیز کے ملے ناپاک نہیں ہوسکتا۔ حقے کا پانی اگر ناپاک ٹھہرے تو یوہیں ٹھہر سکتا ہے کہ تمباکو کا دھواں ناپاک ہو۔ حالانکہ تمباکو ایک پاک پتی ہے کہ طاہر قدوس جل جلالہ نے پاک پانی اتار کر پاک زمین سے پیدا کی تو اسمیں ناپاکی کدھر سے آ گئی۔ دھواں تو نجاست کا بھی ناپاک نہیں یہ نوشادر جو آپ سب لوگ کھاتے ہیں اور چورن میں ڈالتے ہیں خاص نجاست کا اڑایا ہوا دھواں ہے۔ کتابوں میں تصریح ہے کہ وہ پاک وحلال ہے۔ ردالمحتار میں ہے النوشادر المستجمع من دخان النجاسته طاھر کما یعلم مما مرواوضحه سیدی عبد الغنی فی رسالة سماھا اتحاف من بادرالی حکم النوشادر یعنی نوشادر کہ نجاست کے دھویں سے اکٹھا ہوتا ہے پاک ہے جیسا کہ اوپر گزرے مسائل سے ثابت ہے اور حضرت سیدی عبدالغنی قدس سرہ نے اس کی طہارت میں خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا تو تمباکو کا دھواں کیسے ناپاک ہوسکتا ہے؟

(۲) اکابر علماء و اجلہ اولیا و مشاہیر مشائخ مثل علامہ شہاب الدین خفاجی مصری مصنف نسیم الریاض شرح شفای امام، قاضی عیاض وعنایۃ القاضی شرح تفسیر بیضاوی و ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی مدراسی اور انکے والد ملک العلماء نظام الدین سہالی و شیخ علمائے حرم شریف حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی و مولانا شاہ فضل الرحمن سراج مکی و قاضی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال مکی و امام مقام حنفی حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی و مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی و مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ قادری کانپوری اور تمام بدایوں کے قبلہ و کعبہ و امام مولانا مولوی شاہ فضل رسول بدایونی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سب حضرات حقہ پیتے تھے۔ کیا معاذ اللہ نجاست سے مونھ بھرنا روا رکھتے؟ مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ وشام و یمن و مصر، قسطنطنیہ وغیرہا عام بلاد اسلام میں اکثر مسلمان وہی ہیں کہ تمباکو پیتے یا کھاتے یا سونگھتے ہیں۔ کم وہ ہیں کہ اس

سے بچے ہیں۔ کیا معاذ اللہ ان سب کے مونھ زبان حلق ناک دماغ نجس ہیں اور جب اس سے ناپاک نہیں ہوتے تو یہ پاک قدوس کا پاک اتارا ہوا پانی کیسے ناپاک ہو گیا؟

(۳) کتب معتمدہ مثل درمختار و غمز العیون و حدیقۂ ندیہ و ردالمحتار و فتح اللہ المعین وطحطاوی و فتاویٰ حامدیہ و عقود الدریہ و الصلحہ بین الاخوان و رسالہ رشیدیہ وغیرہا میں حقے اور تمباکو کی حلت مصرح ہے جسکی تفصیل ہمارے رسالہ حقۃ المرجان میں برسیں ہوئیں چھپکر شائع ہو چکی۔ ردالمحتار علے الدرالمختار میں ہے للعلامۃ الشیخ علیٰ الاجھوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیھا انہ افتی محلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ یعنی علامہ شیخ علی جھوری کا حقہ کی حلت میں ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے معتمد اماموں نے اسکے حلال ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے یحل لھم الطیبٰت یحرم علیھم الخبٰئث یہ نبی پاک چیزیں حلال فرمائے گا اور سب ناپاک چیزیں حرام۔ حقہ کا دھواں جبکہ پینا حلال ہے تو قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ بیشک پاک ہے تو اللہ عزوجل کا پاک اتارا ہوا پانی اسکے پاک کئے ہوئے دھوئیں سے ملنے کے سبب ناپاک کر دینا اللہ عزوجل کے حکم کا بدل دینا ہے جس سے مسلمانوں کو ڈرنا اور اپنے رب کی طرف توبہ کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ یقیناً اپنی اصل طہارت پر باقی ہے تو بلاشبہ اصل طہوریت پر بھی باقی ہے۔ کتب معتمدہ میں صاف تصریح ہے کہ پاک چیز کے اثر سے اگر پانی کے رنگ بو مزہ سب بدل جائیں اسکے قابل وضو ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسکا نہایت مبسوط بیان ہمارے رسالہ، النور والنورق، میں ہے کہ کسی کتاب میں شافی و محیط بیان نہ ملے گا۔ تنویرالابصار میں ہے یجوز بماء خالط طاھر جامدان بقیت رقتہ. درمختار میں ہے یجوز مطلقاً وان غیر کل اوصافہ. غرر و درر میں ہے یجوز الوضوء والغسل بماء البحر والعین والبیئر وان غیر اوصافہ اللون والطعم والرائحۃ مکث او طاھر جامد. ہاں اگر اس میں بو ہو تو بضرورت و مجبوری اسکا وضو میں صرف کرنا نہ چاہیئے۔ بو کی حالت

میں نماز مکروہ ہوگی، مسجد میں جانا حرام ہوگا جیسا فتاویٰ رضویہ میں بیان کیا لیکن اگر اور پانی نہ ملے تو بلاشبہ بحکم قرآن عظیم اسکے ہوتے ہوئے تیمم باطل ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولم تجدوا ماء۔ یعنی تیمم اسوقت جائز ہے جب اصلا کوئی آب مطلق نہ ملے۔ مسلمانوں! یہ سب قرآن عظیم کے احکام ہیں انکے آگے سر جھکانا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے، آمین۔

گزارش اخیر اذان کا مسئلہ برسوں کا ہے اور نوٹ کا اس سے بھی پہلے کا اور اسے برادران کاٹھیاوار نے بہت خوشی سے لیا۔ اب نزاع کا منشا اگر وہ مسائل جرمانہ واخذ بالجبر ہیں جو دہاں نکاح وطلاق پر لیا جاتا ہے تو بھائیو وہ مسائل دلائل کے ساتھ لکھے گئے ہیں جو حضرات دلائل خود نہ سمجھ سکیں جس سنی عالم سے چاہیں ان مسائل کی تصدیق کرائیں۔ اگر کوئی عالم ان دلیلوں کا معقول جواب دیدے اور صحیح سندوں سے اس مال کا حلال ہونا بتادے تو سب سے پہلے اسکا ماننے والا میں ہوں گا اور اگر کوئی اسے رد نہ کر سکے تو بھائیو! جب اپنا کوئی فعل خلاف شریعت ثابت ہو تو اس فعل سے باز آنا چاہیئے نہ کہ شرعی حکم پر غوغا اور جو صاف باز نہ بھی آئیں تو ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے اس پر رنجش وغوغا کیا درکار ہے۔ اللہ عزوجل سنی بھائیوں کو نیک توفیق دے۔ آمین! والسلام۔

دوم ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ہجریہ علے صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ۔

......☆......

بنام مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیہ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ جناب والامناسب، بالامراتب زید کرمہم۔ وعلیکم السلام

وہ ایک سوایک اقوال صرف مولوی عبد الباری صاحب کے ہیں ان میں کوئی لفظ دوسرے کا نہ تھا۔ تو یہ جس طرح کفر سے فرض ہے یوہیں ضلالت سے یوہیں معصیت سے۔ توبہ کیلئے صرف کفر پر اختصار ضلالت و معصیت پر اصرار ہے۔ مولیٰ عزوجل نے واذقیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فرمایا ہے نہ کہ بالکفر۔ معہذا بہت معاصی بعد استحلال مسلک کفر ہی میں مسلک ہو جاتے ہیں نہ کہ ضلالات نہ کہ بروجہ استحسانات۔ حق حق گزارش ہے ہرگز مولوی صاحب پر تفریع و تشنیع کا ارادہ نہیں بلکہ صرف دو مقصود دونوں کمال محمود۔ اول خود مولوی صاحب کی خیر خواہی خصوصاً یوں کہ ان کے والد ماجد سے مراسم برادرانہ تھے۔ دوم یہ امید کہ ان کا ہدایت پانا انشاء اللہ العزیز ہزاروں کا ہدایت پر آنا ہوگا کہ فی سقوط العالم سقوط العالم۔ کیا اچھا ہو کہ مولوی صاحب اس مختصر پرچے کو قبول کر کے بعد مہر و دستخط شائع فرما دیں۔ ہاں ان ایک سوایک میں جو بے غائلہ ثابت ہو جائے میں اسے کم کرنے کو تیار ہوں مگر انصاف ملحوظ رہے۔ دور از کار تاویلات مکابرہ میں ہوتی ہیں یہ میں نے خیر خواہانہ پیش کئے ہیں نہ مخالفانہ کہ جواب میں تعصب وضد کی حاجت ہو جو انصافاً صحیح ہے۔ قبول حق اللہ و رسول و مسلمین کے نزدیک فضل صریح ہے۔ یوں بناوٹ کو کہاں گنجائش نہیں ہوتی۔ تمثیلاً ایک بات عرض کروں نہ اعتراضاً عبد الماجد کے اشد کفر۔ آپ نے خود ملاحظہ فرمائے اس کی نسبت مولوی صاحب نے چھاپا کہ ہم نے خوب تحقیق کر لیا اس میں کوئی بات کفر کی نہیں مفتیوں نے کھینچ تان کر کفر لگائے ہیں۔ جب یہاں سے اس تحقیق کا مطالبہ ہوا تین رجسٹریوں کے بعد جواب آیا کہ ہم نے اس سے پوچھا تو نے کوئی کفر کیا ہے اس

نے کہانہ۔ بس اتنی تحقیق ہمیں بس تھی۔ ملاحظہ ہوا سے اس خط کے مضمون سے کس درجہ بعد کلی
ہے۔ پھر آپ سے یہ فرمادیا کہ ہم نے بریلی لکھ بھیجا تھا کہ عبدالماجد نے توبہ کرلی کفر زائل ہوگیا۔
یہ اس تحریر خط کا صریح مناقض اور طرفہ یہ کہ محض خلاف واقع ہے۔ یہاں آیا ہوا خط محفوظ ہے۔ اس
میں وہی ہے جو میں نے اس کا خلاصہ لکھا، ذکر توبہ کا ایک حرف بھی اس میں نہیں۔ ایسی تاویلات
نہ ہوں۔ سنا گیا کہ جمیعۃ العلماء کی مستقل صدارت وہابیہ کسی دیوبندی کی دینا چاہتے ہیں، یہ
اسلام پر اور بھی اشد ہوگا۔ مولوی عبدالباری صاحب خود کیوں نہیں اس کے مستقل صدر ہوئے کہ
بہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر ان کا سا فتنہ نہ ہوگا۔ میری یہ گزارش بھی
مولوی صاحب تک پہنچادیجئے۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ غرہ رجب مرجب ۱۳۳۹ھ

(۲)

بلگرامی ملاحظہ مکرم ذی الکرم جناب مولوی ریاست علی خاں صاحب زید کرمہم وعلیکم

السلام ورحمۃ اللہ۔
(۱) میرے نزدیک یہ کوئی اہم بات نہیں کہ کفریات وضلالات ومحرمات جدا جدا کردیئے جائیں۔
یہ میری تحریر مفصل سے حاصل ہے اس کیلئے توبہ کیوں رکے۔ تین فہرستیں بنانے میں ایک بڑا نقص
حائل ہے۔ بعض اقوال کفر وضلال وحرام سے دو یا تین احتمالوں میں دائر ہونگے کہ اس صورت پر
کفر اس پر ضلال اس پر حرام اور واقع ان میں سے ایک ہی ہوگی۔ اب اگر انہیں ایک ہی فہرست
میں رکھیں باقی صورت یا صورہ رہ جائیں گی اور ممکن کہ واقع وہی متروک ہو تو ناواقع سے توبہ ہوئی
واقع سے نہ ہوئی۔ اور اگر ہر فہرست رکھیں تو ایک کے دو یا تین قول ہوجائیں گے، ایک سوا ایک
سے عدد بہت بڑھ جائے گا اور بلاوجہ بڑھے گا اور بہرحال غیر واقع سے توبہ کا الزام ہوگا جو بے
معنی ہے لہٰذا فہرست یوں ہی رہے اور جس امر میں شبہ پڑے میرا مضمون مفصل موجود ہے۔

(۲) اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا کریمہ اخنس ہی پر رد نہیں بلکہ ہر مصر بر اثم بعد الاستتابہ پر۔ تو یہ فرمانا کہ انحصار کفر کا نہ سہی لیکن منافق کے باب میں تو نازل ہوئی ہے میں مصداق منافقت بھی ٹھہرا عجیب ہے

(۳) اخنس کا نفاق یقیناً کفر تھا۔ کفر میں انحصار حکم خود نہ مان کر پھر اپنے آپ کو مصداق نفاق نازل فیہ الکریمہ ٹھہرانا سخت اعجب ہے۔

(۴) آیت میں لفظ اثم مطلق ہے نہ کہ خاص نفاق! اسی کی تفسیر میں مفسرین نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ ارشاد ذکر کیا ہے کہ سخت گناہ ہے کہ آدمی سے اس کا بھائی اتق اللہ کہے اور وہ جواب دے کہ علیک بنفسک۔ تفسیر ارشاد العقل دیکھئے انہوں نے اثم کی تفسیر الفساد اوالعفاق کی ہے۔ تفسیر کبیر میں وجہ اول یہی رکھی کہ ذلك الا ثم هو ترك الالتفات الى هذا الواعظ و عدم الا ضعاء اليه. اور وجہ دوم میں بھی صرف کفر نہ لیا بلکہ جہل وعدم النظر فی الدلائل بھی۔ معالم التنزیل میں اثم کو ظلم سے تفسیر کیا اور وجہ دوم کو بصیغۂ ضعف وتمریض بیان فرمایا کہ وقیل معناه اخذته لغرة لاائم الذى فى قلبه۔

(۵) مدارک ہی کو دیکھئے آپ نے جو عبارت نقل کی وہ انہوں نے موخر رکھی ہے، متصل کی مقدم عبارت آپ نے چھوڑ دی کہ حملته النخوة وحمية الجاهلية على الاثم الذى ينهى عنه والزمته ارتكابه دیکھئے ایک تو مطلق اثم لیا جس سے منع کیا جائے ثانیا بعد نہی اس کا ارتکاب بتایا یہ نفاق پر کیونکر صادق کہ وہ قطعاً سابق۔

(٦) لا جرم یہ فرمانا کہ ایک فرد منافقیت کی بھی بڑھائی گئی محض غصہ ہے۔

(۷) یہ اور بھی عجب ہے کہ منافقیت سے توبہ کی بھی شرط جناب نے نہیں لگائی تھی۔ اگر آپ کے نزدیک منافقیت بھی ہے تو کیا وہ کفریات سے خارج ہے جن سے توبہ مشروط وموعود تھی۔

(۸) فرمایا ممکن ہے کہ کوئی اور فرد بھی بڑھائی جائے۔ آپ اطمینان رکھیں توبہ لینے کیلئے کوئی شے

کفر وضلال ومعصیت سے باہر نہ بڑھے گی۔

(۹) انا المومن حقا کا حصر کہ صرف آپ ہی مسلمان ہیں اگر چہ اس خط کے جو آپ نے حضرت حامی سنت، ماحی بدعت، حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم کو لکھا تھا جس میں تمام مسلمانان عالم کا اسلام محض برائے نام بتایا تھا بلحاظ دیگر مسلمین منافی نہیں مگر خود آپ کے لحاظ سے ضرور منافی ہے۔ اس میں آپ نے اپنے نفس کو بھی صراحۃً صرف نام کا مسلمان بتایا تھا اور یہ کہ آپ کو کافر سے کچھ وجہ امتیاز نہیں پھر آپ مومن حق کیسے ہو سکتے ہیں نہ کہ آپ ہی مومن حق ہوں۔

(۱۰) نہ میں نے ادعائے عصمت یا حفظ کیا تھا نہ آپ سے محفوظ بننے کی خواہش کی۔ وہ گناہ کہ ان کاروائیوں میں ہو رہے ہیں اور عوام ان میں آپ کے مقلدین رہے ہیں ان سے توبہ کو کہا تھا۔

(۱۱) علمائے کرام کا لفظ تو آپ نے بڑھا لیا۔ میں کسی طرح وہابیہ دیوبندیہ وامثالہم واتباعہم کو کرام نہیں کہہ سکتا نہ جب تک آپ سچے ثابت ہوں علمائے کرام پر آپکی صدارت چاہوں۔

(۱۲) ان علماء مصادیق اضلہ اللہ علی علم پر آپ کی صدارت کی وجہ خود اس میں عرض کر دی تھی کہ بہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر ان کا سا فتنہ وصدمہ نہ ہوگا یعنی شر اھون من شر۔

(۱۳) یہ بھی غلط ہے کہ باوجود کافر اور منافق جاننے کے منافق کا حال اوپر معلوم ہو لیا اور کفریت قول کا فریت قائل نہیں آپ کا فرق نہ کرنا عجیب۔

(۱۴) ایسے علماء کو سواد اعظم اور ان کے مخالف کو شذ فی النار کا مصداق بتانا خود غلو فی الدین وافترا علی الدین ہے۔

(۱۵) بفرض باطل اگر وہ مجمع سنّی بھی ہوتا تو مشرکین سے وداد واتحاد، حمایت میں ان پر اعتماد، ان سے استعانت واستمداد ان کی غلامی وانقیاد جو یہ مجمع کرتا اور عوام سے کرا رہا ہے اس کے بعد سنّی

بنام مولانا حکیم عبد الرحیم صاحب

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کی دو رجسٹریاں آئیں۔تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں۔میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفۂ حنفیہ میں چھپ چکا۔میں اس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی ہے مان کر بحالات نسا سوائے حاضری روضۂ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے مزارات اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیۃ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی، رقص و مزامیر و سرود میں جو آجکل جہاں نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا گیا۔والسلام

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الآخر شریف کو آئی، میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے ہیں۔میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش ہوئے

کافی تھے اور قدرے تفصیل کروں۔

(ا) پہلے گزارش کر چکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں مگر نظر بحال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہل احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جل وعلا و رسول اللہ ﷺ نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تہدید و تربیت اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترغیب فرمائی اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور عیدین کی سخت تاکید فرمائی یہاں تک حکم فرمایا کہ برکت جماعت و دعاء مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مصلے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کو آریاں بھی جائیں جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لیلے۔ صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ارنا ان تخرج الحیّض یوم العیدین وزرات الحذور فیشهدن جماعة المسلمین و دعوتهم و تعتزل الحیض عن مصلا ھن قالت امرأته یا رسول الله حدلنا لیس لها جلباب قال تعلبها صاجتها من جلبا بھا. اور صرف یہ عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا تمنعوا اماء الله مساجد ۔ یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا امر وجوب کیلئے ہے اور نہی تحریم کیلئے اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا با ایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔'' درمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی ویکره حضور هن الجماعة و الجمعه و عید و ومخط مطلقا ولو عجوز الیلا علی مذهب المفتی به لفساد الفرمان. اسی طرح اور کتب معتمدہ میں ہے۔ ائمہ دین نے ...ت و جمعہ و عید در کنار وعظ سے مقصود تو صرف اخذ فیض و سماع امر بالمعروف و نہی عن المنکر و

نہ رہتا ولو (عجبك كثرة الخبيث)۔ کیاان کفریات وضلالات ومحرمات میں اتباع فرض ہے
اور مخالف فی النار حاشا بلکہ شرعا وہی اوران کا متبع شذ فی النار کا سزاوار؟
(۱۶) بفرض باطل اگر وہ مجمع سنی ہی رہتا جن میں اکثر مجاہیل وناقصین وقاصرین ہیں تو آج کل کے
چند ہندیوں کا قول وعمل حجت شرعیہ ہونا اور وہ بھی ایسی کہ مخالفت جہنمی یہ شریعت پر اشد افترا ہے۔
(۱۷) یہ کونسا مسئلہ عقائد کا ہے؟ فرعیات میں دیکھئے ہر امام نے کسی نہ کسی قول میں جمہور کا خلاف
کیا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدت رضاع میں، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحلیل متروک
التسمیہ عمدا میں، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ طہارت وحل سور کلب میں، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ابطال وضو بفصل زن میں خلاف جمہور ہیں۔ وقس علیه شذفی النار وہ ہے جو معاذ اللہ ان
کو شذ فی النار بتائے۔
(۱۸) ذرا آنکھ کھولئے کتنی بار تحریراً اور تقریراً شائع کردیا ہے کہ مخالفت ان کفریت وضلالات سے ہے
نہ کہ امداد سلطنت اسلام سے تو اس میں مخالف بنا کر شذ فی النار کا الٹا صیغہ کیسا شدید مکابرہ ہے؟
(۱۹) اسے فرض عین کہنے کا شرع سے ثبوت بھی دیجئے گا ام تقولون على الله مالا تعلمون.
(۲۰) حضور اقدس ﷺ وصحابۂ کرام نے دعا ہی پر اکتفا فرمائی جب تک حکم جہاد نہ تھا ہمیں بھی حکم
جہاد نہیں۔ آپ خود مان چکے ہیں، دیکھئے اپنا رسالہ ہجرت صفحہ ۲۷/ وصفحہ ۲۱/ وصفحہ ۷/ رحتی کہ صفحہ ۱۵/
پر ہے جدال وقتال کو اس وقت اعانت بمال کو مسلمانان ہند پر فرض نہیں سمجھتے بوجہ عدم
استطاعت۔ صفحہ ۱۸/ پر ہے جب مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے رفقا کی قوت فنا ہوجائے اس وقت
ہمارا فرض ہوگا کہ مدافعت کریں، لوگوں میں جوش پیدا کریں، قطع تعلق سے کام لیں، سودیشی کی
تحریک میں حصہ لیں تو آپ کے نزدیک بھی ابھی ان میں سے کچھ بھی فرض نہیں پھر مسلمانوں پر
منہ آنا اور شذ فی النار کا مصداق بنانا شذ فی النار بننا ہے یا نہیں؟
(۲۱) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ محرمات وضلالات وکفریات سے توبہ کو آرے بلے، لیت ولعل،

امروز فردا، آجکل میں ڈالنا سخت مہلکہ ہے۔ فہرست آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔ مفصل تحریر دوبارہ مرسل توبہ فرما کر وہابیہ و دیوبندیہ و امثالہم و ہنود عنود و جملہ مشرکین و مرتدین وضالین سے پاک ہو کر ہم سے مل جایئے، خالص اہلسنت کے جلسے کیجئے جو چندہ اہلسنت کا اس مجمع ضلالات میں پہنچ چکا ہے اسے خالص اپنے قبضہ میں کیجئے، جو تدابیر جائز و مفید و ممکن ہوں سب اہلسنت مل کر تجویز کریں پھر دیکھئے کہ ہم غربا آپ کی خدمت کو حاضر ہیں یا نہیں۔ اول تو کفار مرتدین وضالین دور ہو کر ظہور برکات کی امید ہے اور بالفرض کامیابی نہ ہو تو عذاب سے رہائی اور ثواب کی امید تو ہے۔ واللہ الہادی! یہ تیسرا خط ہے اس کے بعد میں این و آن میں وقت ضائع نہ کرونگا۔ جیسی دور از کار باتیں اب تک ہوئیں ایسی ہی ہوئیں تو التفات کی حاجت نہ جانوں گا صرف ان دو آیتوں کی تلاوت کافی سمجھوں گا یـا یهـا الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا ٥ ومن لم یتب فاولئك هم الظلمون ٥ و حسبنا الله ونعم الوکیل وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد واله و صحبه اجمعین والحمدلله رب العلمین۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ دوم شعبان معظم ۱۳۳۹ھ

......☆......

تصحیح عقائد واعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم واعظم اور اس کی اصل مقدم ہے۔اس کا
فیض بے توجہ مشیخت سے بھی عظیم مفید ودافع ہر ضرر شدید ہے اور وہ یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید
نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعید ہے۔کیا امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد وسائر ائمہ مابعد
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یرید ون ان یطفئو
انور اللہ بافوا ھھم میں داخل مانا جائیگا؟ حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں مصالح شرع جانتے ہیں۔
(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے
زمانے میں تھالوادرک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن
المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ اگر نبی ﷺ ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے
اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے جیسے نبی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔
پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھیوں
کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا۔کیا اس زمانے کی عورتیں
گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب
فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے
اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً معاملہ بالعکس ہے۔اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں،
جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصہ تھا۔رسول اللہ
ﷺ فرماتے ہیں لایاتی عام الا والذی بعدہ شر منہ. بلکہ عمائیہ امام اکمل الدین بابرتی میں
ہے کہ امیر المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس شکایت لے گئیں۔فرمایا اگر زمانہ اقدس
میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے حیث قال ولقد نھی
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنھا فقالت لو علم النبی ﷺ ما علم عمر ماأذن لکن فی

روج پھر فرمایافاجتنج بـه علماؤنا ومنعواالشواب ع الخروج مطلقا ء اما العجائز
نعهن ابو حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه عن الخروج فى الظهر والعصر دون الفجر
مغرب والعشاء والفتوى اليوم على كراهة حضور هن فى الصلوات كلها نطهور
ساد. اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے وقـال ابـن مسعود
ى الله تعالىٰ عنه المراة عورة واقرب مانكون الى الله فى قعر بيتها فاذا خرجت
شرفها الشيطان و كان عمر رضى الله تعالىٰ عنهما يقوم يحصب النسا يوم
جمعة يخرجهن من المسجد و كان ابرهيم يمنع نساء ه الجمعة والجماعة. یعنی
رت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے عورت سراپا شرم کی چیز ہے، سب سے زیادہ
ز وجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا
اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہوکر کنکریاں مار کر عورتوں کو
سے نکالتے اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی
رات کو جمعہ و جماعات میں نہ جانے دیتے۔ جب ان خیر کے زمانوں ان عظیم فیوض و
ت کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں اور کاہے سے حضور مساجد و شرکت جماعت سے
لہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے تو کیا ان ازمنہ شرور میں ان قلیل یا موسوم
کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی، وہ بھی کاہے کی زیارت! قبور کو جانے کی جو
مؤکد نہیں اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا نا ترسوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے
یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے مناقضت ہے؟ شرع مطہر کا قاعدہ ہے کہ جلب مصلحت پر سلب
ہ مصلحت عظیم سے ائمہ دین امام اعظم وصاحبین و من بعدہم نے روک دیا اور عورتوں کی
نہ بنائیں کہ صالحات جائیں فاسقات نہ آئیں بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی
کا نافرمار ہے ہیں کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں؟ افمن كان مومنا كمن كان فاسقا

فسادنیقن تو قطعاً مطلقاً حکم ممانعت متعین جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام
ہوئیں حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام چلے۔
(۷) عینی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی اس میں نہ زنان مصر سے حکم خاص ہے
نہ مغنیہ و دلالہ کی تخصیص۔ اس میں سولہ صنف فساد زنان تو بیان کیں جن میں دو یہ ہیں اور فرمایا
اور اس کے سوا اور بہت اصناف قواعد شریعت کے خلاف۔ اور بتایا کہ ام المومنین اپنے ہی زمانے
کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث ہوئے۔ کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب
ان کا ہزارواں حصہ نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے
اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنان فتنہ گر سے
خاص اور اس کی علت خوف فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع۔ یہی بعینہ نص ہدایہ ہے کہ یکرہ لھن
حضور والجماعات یعنی الشواب منتھی لمافیہ من خوف النقنہ. ہاں جن سے وقوع
ہو رہا ہے جن سے زنان مصر اُن کیلئے حرام بدرجہ اولیٰ بتایا ہے کہ حب خوف فتنہ پر ہمارے ائمہ
مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر؟ عبارت عینی یہ ہے قال
صاحب الھدایۃ یکرہ لھن حضور الجماعات قالت و شروح یعنی الشواب فیھن
وقولہ الجماعات یتناول الجمع والاعیاد والکسوف والاستسقاء و عن الشافعی
یباح لھن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجھن خوف الفتنۃ وھو سبب للحرام
وما یفضی الی الحرام حرام فعلی ھذا قولھم یکرہ مراد ھم یخرم لا سیمافی ھذا
الزمان شیوع الفساد فی اھلہ. پھر اسی صفحہ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن
عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو
جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا۔ کما تقدم عنایہ سے گزرا کہ امیر المومنین فاروق اعظم نے
عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا۔ کیا مدینہ طیبہ کی وہ بی بیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان

امام اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گر و اہل فساد تھیں۔ حاشا ہرگز نہیں، یاللعجب! اگر صحابہ
تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا فرق حاشا ثم
حاشا ثم۔ تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً
فرما کر زنان مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجہ اولیٰ حرام ہے نہ یہ کہ فقط فتنے
اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیہ و دلالہ کو۔

(۸) اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا کہ
اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال
ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانے کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اس کی
تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ
گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی
یباح لهن الخروج. ولہٰذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروح بخاری میں
اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ اس حدیث میں فساد بعض زنان کے سبب سب
عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے نقل کر کے کہا قلط الذی یقول علیه صاقلنا ولم یحدث
الفسادفی الکل. ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے اعلیٰ
ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ امام عینی نے یہیں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے
ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے۔

(۹) عبارات غنیۃ کہ آپ نے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت اس وقت تھی جب
ان کا مسجدوں میں جانا مباح تھا اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے سب کو ہے یا صرف زنان فتنہ گر
کو۔ اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھئے یعضده المعنی الحادث باختلاف الزمان
الذی بسببه کره لهن حضور الجمع والجماعات الذی اشارت الیه عائشة رضی

او نجعل المتقنيا کالفجار ٥ تواب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی؟

(۳) صلاح وفساد قلب امر مضمر ہے اور دعوے کیلئے سبکی زبان کشادہ اور محق ومبطل نا معلوم معہذا اصلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ دشوار نہیں خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ تقلب کیلئے بہت آمادہ ولھذا رویدك ابخشة رفقا بالقواریر ارشاد ہوا۔ مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت۔ نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے جب قسم کھائے حلف اٹھائے نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید دلائے وما یعدھم الشیطن الاغرورا ٥ بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جائز؟ یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسی کی تطویل۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں الفائز بھذا مع السلامة اقل قلیل فلا یبنی الفقه باعتبارھم ولا یذکر حالھم قید افی الجواز لان شان النفوس الدعوے الکاذبة وانھا الاکذب مایکون اذا حلفت فکیف اذا ادعت سادات ثلاثه. علامہ حلبی وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی فرماتے ہیں وھو وجیه شنیص علی الکراھة و یترك التقید بالتوفیق. درمنتقی شرح ملتقی میں ہے امامن کان بخلافھم فنادر فی ھذا الزمان فلا یفرد بحکم لحرج التمیز بین الصلح والمفسد. شرح لباب میں ہے لو کانت الائمة فی زماننا وتحقق لھم شاناالصرحو بالحرمة۔

(۴) زیارت قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث لعن الله زائرات القبور. سے قطع نظر کرکے تسلیم کر لیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہوئی مگر جس قدر اول کی عورتوں کو جن میں حضور مساجد و جمعہ وعیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا۔ جب زمانہ فساد آیا ان ضروری تاکیدی حاضریوں سے عورتوں کو ممانعت ہوگئی تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ۔ اسی غنیۃ کے اسی ۵۹۵

میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے ینبغی ان یکون التنزیه مختصابز
منه صلی تعالیٰ علیه وسلم حیث کان یباح لهن الخروج للمساجد
والاعیاد وغیر ذلك وان یکون فی زماننا التحریم الخ اس عینی جلد چہارم میں آپ کی
عبارت منقولہ سے کچھ سطریں پہلے امام ابوعمر سے ہے ولقد کرہ اکثر العلماء حزوجهن الی
الصلوات فکیف الی المقابر وما اظن سقوط فرض الجمعة عهن الادلیلا علی
مساکین عن الخروج فیما عداها.

(۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جواز نفس مسئلہ کا فی ذاتہ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارض
غالب تو فتویٰ نہ ہوگا مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز
اور اس کی تصحیح تک کتب میں مصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علماء منع مطلقاً جیسے جوار حرم و دخول زنان
بہ حمام و نفقۂ طالب علم ولعب شطرنج وغیرہا اول وسوم کی عبارات گزریں درمختار میں دربارۂ دوم
ہے فی زماننا لا شك فی الکراهة کافی و جماع الرموز. وردالمحتار میں دربارۂ اخیر ہے
هو حرام و کبیرة عند فاوفی اباحة اعانة الشیطان علی الاسلام والمسلمین۔

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو جیسی
ہزاروں میں ہزار ہوں جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ باعتبار غالب ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک
یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے دنبے بکرے کی ہوں اور ان
میں دس ہزار ان مذبوح جانوروں کی مخلوط ہوں بیس ہزار حرام ہیں یہاں تک کہ ان میں تحری
کرکے جسکی طرف حلت کا خیال جمے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک۔ درمختار میں ہے
نعتبر الغلبته فی اوان طاهرة ونجسته ومیتة وذکیة فان الاغلب طاهر اتحری
وبالعکس والسوء لا. ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرت حرام سے اس پر کیا اثر مگر
یہاں سن چکے کہ فساد و صلاح قلب مضمر اور تمیز متعذر نا میسر در منتقی کی عبارات ابھی گزری پھر غلبۂ

الـلـه تعالیٰ عنها يقو لها لو ان رسول الله ﷺ رای ما احدث النساء بعده لعهن کما منـعـت نسـاء نبی اسـرائيـل و اذا قـالـت عائشه رضی الله تعالیٰ عنها هذا عن نساء زمـانها فما ظنك بنساء زمانـنا. دیکھئے اسی منع مساجد سے سند لی جس کا حکم عام ہے تو لمافی حزو حهن فی الفساد سے فساد بعض ہی مراد اور اسی سے منع کل مستفاد نہ کہ صرف فساد والیوں پر قصر ارشاد۔

(۱۰) غنیۃ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کے عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ تھا۔ یہ شبعی سے جو کچھ نقل فرمایا وہ بھی ملاحظہ ہو سئـل الـقـاضی عن جواز خروج الـنسـاء الـی الـمـقـابر قال لا يسال عن الحواز و الفسادفی مثل هذا و انما يسأل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فيها واعلم انها كلما قصدت الخروج كانت فی لعنة الله تـعـالـیٰ و مـلائـکـتـه و اذا خـرجت تحفها الشياطين من كل جانب و اذا اتت القبور يـلـعـنـهـا روح الميت و اذا رجعت كانت فی لعنة الله. یعنی امام قاضی سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں فرمایا ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھو اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے، جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا، مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے سے سوال تھا۔ اس کا یہ جواب ملا۔ اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے۔ غرض یہ تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا آپ کی نقیض مدعا میں نص ہیں۔

(۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کو مسلمین بنانے ان کے صلاح و فساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگر چہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو فتنہ و

نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو۔
یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی؟ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی
زوجہ مقدسہ صالحہ عابدہ زاہدہ تقیہ نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنے پر عملی طور سے
متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا۔
پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المومنین
سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت جزمی نہ تھی جس
کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں
حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے نهينا عن اتباع الجنائز ولم يوم علينا. ہمیں
جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔ اسی غنیۃ کی اس عبارت میں
فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انہیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس
وجہ سے امیر المومنین نے ان کی شرط قبول فرمالی پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ
کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المومنین بپابندی شرط منع نہ فرماتے وہ نہ مانتیں۔
ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشا کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ
میں کسی دروازے میں چھپ رہے۔ جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں
نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا انا لله
فسد الناس. ہم اللہ کیلئے ہیں لوگوں میں فساد آ گیا۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ
ہی نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی
طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟ اب یہ سب کو ایک
پھانسی لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا۔ ہمارے ائمہ نے
دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد ہدایہ لما فيه من خوف الفتنة دونوں کو شامل ہے۔ عورت

سے خوف ہو۔یا عورت پر خوف ہو اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ لا باس للعجوزان تخرج فی الضحر والمغرب والعشاء وقال یخرجن فی الصلوات کلھا لانه لافتنة الرغبة الیھا وله ان فرطاشبق حامل فنفع الفتنة غیر ان الفساق انتشار ھما فی الظھر والعصر والجمعة. محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزینة ایضا نعلبة الفساق ولیلا وان کان النص بحیة لان الفساق فی زماننا اکثر انتشارھم و تعرضھم باللیل و عم المتاخرون المنع للجنائز وواشواب فی الصلوات کلھا لغلبة الفساد فی سائر الاوقات. اس مضمون کی عبارت جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو۔خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں انہیں عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے فیه (ای فی الحدیث) انه ینبغی (ای للزوج) ان یأذن لھا ولا یمنعھم مما فیه منمعتھا وذلك اذالم یخف الفتنة علیھا ولا بھا وقد کان ھوا الاغلب فی ذلك الزمان بخلاف زمان ھذا فان الفساد فیه فاش.والمفسدون کثیرون و حدیث عائشة رضی الله تعالیٰ عنھا یدل علی ھذا. اسی کی جلد چہارم کی عبارت کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانے کی کیا تخصیص۔آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لھن الخروج ولہٰذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔شروح بخاری میں اس طرف گئے۔کرمانی نے قول امام تیمی کہ فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے۔نقل کر کے کہا قلت الذی یعول علیه ماقلنا ولم یحدث الفساد فی الکل جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبد البر سے دیکھئے اما الشواب فلا توء من من الفتنة علیھن وبھن حیث خرجن ولا شی للمرأة

احسن من لزوم قعربيتها الحمدلله. اب تو وضوح حق میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجے کہ ہمارے علماء کرام نے خروج زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجا لخروج النساء میں ہے اور صاف فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دیگا تو دونوں گنہگار ہونگے۔ درمختار میں ہے لاتخرجُ الالحق لها اوعليها ولزيارة ابو يها كلُ جمعة مرة اوالمحارم كل سنة ولكو نها قابلة اوغاسلة لا فيما عداذلك وان اذن كانا عاصيين نوازلؔ. امام فقیہ ابو اللیث وفتاویٰ خلاصۃ فتح القدیر وغیرہا میں ہے يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما اواحد هما وزيارة المحارم فان كانت قابلة وغاسلة اوكان لها على آخر حق اوكان لا خر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن والحج على هذا و فيما عداذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا يأذن لهاء لو اذن وخرجت كانا عاصيين۔ ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارت قبور کا بھی استثنا کیا۔ کیا یہ استثنا کسی کتاب معتمد میں مل سکتا ہے؟

(۱۳) اقول وبالله التوفيق وبه الوصول الى ذرى التحقيق. ان تمام مباحث جلیلہ سے بحمداللہ تعالیٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انیق ظاہر ہوئی۔ عامہ مجوزین نفس زیارت قبر لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارت قبور کے لئے خروج نسا نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارت قبر کیلئے عورتوں کے جانے کو منع فرماتے ہیں ولہذا خروج الی المساجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں اور ان کے خروج میں خوف فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے اسی طرف جاتے ہیں تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفر جائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع وفزع وتجدید حزن وبکا ونوحہ وافراط وتفریط ادب وغیرہا منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ کشف بزدوی میں جن روایات سے اصحبت رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے۔ حیث قال والا صح ان الرخصة ثابتة

للرجال والنساء جميعا فقد رای ان عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کانت تزور قبر رسول الله ﷺ فی کل وقت وانها لما خرجت حاجته زارت قبر اخیها عبدالرحمٰن. بحرالرائق وعالمگیری وجامع الرموز ومختار الفتاوی وکشف الغطاوسراجیہ ودرمختار وفتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا ہمارے خلاف نہیں۔ ہاں ماتہ مسائل پر رد میں جس میں مطلق کہا تھا زنان راززیارت قبور بقول اصح مکروہ تحریمی ست۔ لاجرم وہی درمختار جس میں تھالا باس بزیارة القبورنساء. اسی میں ہےویکرہ حزوجهن تحریما. وہی بحرالرائق جس میں تھاالا صح ان الرخصة ثابته لهما. اسی میں ہےلا ینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازة لان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تها هن عن ذلك وقال انصرفن مازورات غیر ماجورات ابتاع جنازه. کہ فرض کفایت جب اس کیلئے ان کا خروج ناجائز ہوا تو زیارت قبور کہ صرف مستحب ہے اس کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ پھر نفس زیارت قبر جس کیلئے عورت کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عندالتحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شروط مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعادت زنان نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں ہوتا تو سبیل اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔ ردالمحتار ومنحۃ الخالق میں ہےان کان ذلك لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت به عادتهن فلا یجوزه علیه حمل حدیث لعن الله زائرات القبور وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرك بزیادة قبور الصالحین فلا باس اذا کن عجائز ویکره اذا کن شواب لحضور الجماعة فی المسجد اھزادفی ردالمحتار وهو توفیق حسن. اھوکتبت علیہاقول قدعلم ان الفتوی علی منع مطلقا ولو عجوز اولو لیلا فکذلک فی زیارة القبور بل اولی.

(۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے اس میں کیا حرج ہے جبکہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہونا اسے یہاں سے علاقہ۔

(۱۵) نگروہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا صحیح نہیں۔ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی۔ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں قد اجمع اهل الكشف على اشتراط الزكورة فى كل داع الى الله ولم يبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربية المردين ابدالنقص النساء فى الدرجة وان وردالكمال فى بعضهن مريم بنت عمران وآسية امرأة فرعون فذلك كمال بالنسبة للتقوى والدين لا بالنسبة للحكم بين الناس وتسليكهم فى مقامات الولاية وغاية امر المرأة ان تكون عابدة زاهدة كرابعة العدوية رضى الله تعالىٰ عنها والله سبحٰنه و تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔

......☆......

بنام مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم والفضل لاتم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ وتکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے ۲۷ محرم سے یکم ربیع الاول شریف (۱۳۲۸ھ) تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے۔ اب تین روز سے ببرکت دعاء جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے اسی حالت حمی میں پہلے سوال سامی کا جواب حاضر کردیا تھا اور رسالہ دربارۂ ذبیحہ پہلے جبل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب نہ ہوسکا۔ طالب عفو و دعا ہے۔ بنایہ اور ابو المکارم میرے پاس نہیں۔ شلبی علی الزیلعی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی بقاء حق اعتراض صرف شیخ الاسلام سے نقل کی ہے اور اس کی طرف کوئی میل ان کی عبارت سے نہیں پایا جاتا۔ اکابر و مشاہیر کا جزم اسی پر ہے کہ مالم تلد زیلعی میں تھا الا اذا سکت الی ان تلد فیکوف رضا دلالة اس پر شلبی نے کہا وعن شیخ الاسلام ان له التفریق بعد الولادة الضیا اھ کمال منقول عنہ کمال کی عبارت یہ ہے لایکون سکوت الولی رضا الا ان سکت الی ان ولدت منه فلیس للاولیاء حق الفسخ حکم اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے۔ آگے استدراکاً قول شیخ الاسلام ذکر کیا اور طحطاوی میں تو اس قول کا ذکر تک نظر نہ آیا بلکہ ایک عبارت شارح سے ایہام ہوتا تھا کہ اگر ولی کو خبر نکاح نہ ہو تو بعد ولادت بھی معترض ہوسکتا ہے اس پر اعتراض کردیا متن میں تھا الــــــــــــه الاعتراض مالم تلد اسے شارح نے یوں بنایا مالم یسکت حتی تلد اس پر محشی نے فرمایا الا ولی حذف مافی الشرح لانه یفهم ان ذلك عن علم فلو كان عن غیر علم یکون له الاعتراض وان ولدت والعلة تنقی ذلك فالاولی ابقاء المصنف علی ظاهره

فتامل. روافض کے نزدیک کوئی قرشی غیر علوی علویہ کا کفو نہیں اور ہمارے نزدیک قریش بعضہم اکفاء بعض. بعض میرے پاس بنا یہ نہیں کہ دوسرا قول معلوم ہو۔ یہ صورت کہ یہاں واقع ہوئی کہ ولی دعوی تفریق کر چکا اس کے بعد ولادت ہوئی اختلاف سے برکراں ہے مسقط حق تفریق سکوت حتی تلد تھا وہ نہ پایا گیا کہ قبل ولادت دعوی دائر ہو چکا پھر ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفتی بہ مطلقا فساد و عدم انعقاد ہے۔ والسلام۔

......☆......

بنام جناب حکیم عبد الرحمٰن صاحب سونی پت روہتک

مولانا المکرم اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ -کارڈ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا۔مولیٰ
تعالیٰ آپ کو برکات دے۔ایسی حق پسندی وحق جوئی نہایت قابل مسرت ہے ماکان ومایکون
جسکے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح
ثابت ہے اس کے معنی ماکان من اول یوم ویکون الی آخر الایام ہیں یعنی روز اول آفرینش سے
روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا۔شرق
وغرب میں سمٰوات وارض میں عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔ذات وصفات
حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات علیہ یا
کسی صفت کریمہ کو محیط ہو سکے،کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا۔مومنین واولیاء انبیاء اور خود
حضور سید الانبیاء علیہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات ابدالاباد تک اس کی معرفت میں ترقی
فرمائیں گے،ہرروز اس کے وہ محامد معلوم ہونگے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے
گا کبھی ختم نہ ہوگا،روزانہ بیشمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہونگے اور ہمیشہ ذات و
صفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔وہ حدیث
متعلق بہ محامد علوم ذات وصفات میں ہے اور بے شک حق ہے اور دعوے اہل حق کو کچھ مضر نہیں ولہ
الحمد وھو تعالیٰ اعلم۔